رحمتِ رحمٰن

در تسکینِ رمضان

مفتی ڈاکٹر محمد سبطین رضا سبطین مرتضوی

صراط پبلیکیشنز
www.siraatpublications.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
رحمتِ رحمٰن
در تسکینِ رمضان
از
مفتی ڈاکٹر محمد سبطین رضا سبطین مرتضوی
صراط پبلیکیشنز
www.siraatpublications.com

از

مفتی ڈاکٹر محمد سبطین رضا سبطین مرتضوی

تقدیم ونظرثانی	مولانا ساجد رضا مرتضوی
پہلا ایڈیشن	جنوری، ۲۰۱۵ء
جدید ایڈیشن	دسمبر، ۲۰۲۴ء
ناشر	صراط پبلیکیشنز (بھوج پور، مرادآباد)

SIRAAT PUBLICATIONS

+919927187748 +919927187748

Siraat Publications Siraat Studio

www.siraatpublications.com

فہرست

رحمت رحمٰن در تسکین رمضان

انتساب

آبروئے قلم وقرطاس، محقق دوراں
فقیہ عصر، استاذ الاساتذہ والفقہا، فخر سیمانچل
سیدی الاستاذ حضرت علامہ **مفتی محمد مبشر رضا ازہرؔ مصباحی** دام ظلہ العالی
قاضی شرع وصدر نوری دار الافتا، کوٹر گیٹ، بھیونڈی

کے نام

جو صرف خود ماہر قلم مصنف اور مفتی ہی نہیں بلکہ زمانہ ساز مفتی گر شخصیت تراش بھی ہیں۔ جو محبت والفت، چاہت واخوت، اخلاص وایثار کے حسین امتزاج کا کامل پیکر مجسم ہیں۔ جن کی بارگاہ عالی سے ہزاروں تشنگان علوم نبویہ نے اپنی پیاس بجھائی اور ماہر علم وفن بنے، قلم کے دھنی ہوئے۔ ان کی شاگردی میں گزرے ہوئے حسین اور یادگار لمحات میرے لیے باعث صد افتخار ہیں۔

ابتدائیہ

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ہمیں اپنی مختصر زندگی میں ایک بار پھر ماہ رمضان کی سعادتوں سے بہرہ ور ہونے کا موقع مل رہا ہے،اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ہوسکتا ہے کہ شاید یہ زندگی کا آخری رمضان ہو۔کیا دیکھتے نہیں کہ کتنے افراد سال گزشتہ ہمارے ساتھ تھے لیکن اب اس دنیا میں نظر نہیں آرہے۔کیوں؟....اسی لیے کہ ان کا مقررہ وقت پورا ہو چکا۔''وَ لَنۡ یُؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفۡسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا'' کی صدا آچکی۔تو پھر کیوں نہ ہم سرعت کے ساتھ ختم ہونے والی اپنی مختصر سی زندگی کے بقیہ لمحات وساعات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے آپ کو بدل دیں،معصیت و نافرمانی کی دلدل سے نکل کر زہد وتقویٰ کے تالاب میں غوطہ زن ہوں۔

ماہ رمضان کی عظمت و برکت بلاشبہ عظیم ہے،لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ اس کی رحمتیں اور برکتیں ہر اس شخص کے حصے میں آجائیں جو اس مہینے کو پالے۔جب بارش ہوتی ہے تو مختلف ندی نالے اور تالاب اپنی اپنی وسعت و گہرائی کے مطابق ہی اس کے پانی سے فیض یاب ہوتے ہیں۔زمین کے مختلف ٹکڑے بھی اپنی استعداد کے مطابق ہی فصل دیتے ہیں۔بارش سب پر یکساں برستی ہے مگر ایک چھوٹے سے گڑھے کے حصے میں اتنا وافر پانی نہیں آتا جتنا ایک لمبے چوڑے تالاب میں بھر جاتا ہے۔اسی طرح جب پانی کسی چٹان یا بنجر زمین پر گرتا ہے تو اس کے اوپر ہی سے بہہ جاتا ہے اور اس کو کوئی نفع نہیں پہنچتا،لیکن اگر

زمین زرخیز ہوتو وہ لہلہا اُٹھتی ہے، یہی حال انسانوں کی فطرت اوران کے نصیب کا ہے۔

اگر زمین کی طرح آپ کے دل نرم اورآنکھیں نم ہوں گی، آپ ایمان کا بیج اپنے اندرڈالیں گےاوراپنی صلاحیت واستعداد کی حفاظت کریں گے،تو بیج پودا بنے گا، پودادرخت اور درخت اعمال صالحہ کے پھل پھول اور پتیوں سے لہلہا اُٹھیں گےاورآپ ابدی بادشاہت کی فصل کاٹیں گے،کسان کی طرح آپ محنت اورعمل کریں گےتو جنت کے انعامات کی فصل تیار ہوگی اور جتنی محنت کریں گے اتنی ہی اچھی فصل ہوگی۔اوراگر دل پتھر کی طرح سخت ہوں گےاورآپ غافل کسان کی طرح سوتے پڑے رہ جائیں گےتو روزوں اور تراویح اور رحمت و برکت کا سارا پانی بہہ جائے گااورآپ کے ہاتھ کچھ بھی نہ آئے گا۔

تو ایسا نہ کیجیے کہ رمضان کا پورامہینہ گزرجائے، رحمتوں اور برکتوں کے ڈول کےڈول انڈیلے جاتے رہیں اورآپ اتنے بدنصیب ہوں کہ آپ کی جھولی خالی رہ جائے،لہٰذا رمضان المبارک کی رحمتیں اور برکتیں لوٹنے کے لیے کمر کس لیں اورسب سے پہلے اپنی سابقہ زندگی پر ایک نظرڈالیں کہ جس قدر بھی گناہ ہوئے ہیں، اللہ اوراس کے رسول کی نافرمانی کی ہے،ان سب سے اللہ کے حضور سچے دل سے توبہ کریں اور ہو سکےتو خوف الٰہی سے چند قطرے آنسوؤں کے بھی شامل کرلیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’وہ شخص جہنم میں نہیں جائے گا جواللہ کےڈر سے رویا‘‘۔(۱)

سحری کے لیے کم ازکم ایک گھنٹہ قبل بیدار ہو جائیں، اذکار مسنونہ کا اہتمام اورنماز تہجد کی ادائیگی کریں، اورآخروقت میں سحری ضرورکریں، کیوں کہ

---

(۱) ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی فضل البکاء الخ، رقم الحدیث: ۲۳۱۱۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کی تاکید فرمائی ہے۔نماز فجر باجماعت مسجد میں ادا کریں۔بعض لوگ دیر تک جاگتے ہیں اور سحری کھا کر سو جاتے ہیں۔ یہ کتنی محرومی کی بات ہے، ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔فجر کے بعد مسجد ہی میں ذکر و تلاوت قرآن مجید میں طلوع آفتاب تک مشغول رہنا سنت ہے۔سورج نکلنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کریں، اس کے بعد گھر جا کر کچھ دیر آرام کر لیں۔ظہر کی اذان ہوتے ہی نماز کی تیاری شروع کر دیں،فرض سے پہلے سنت کا اہتمام،نماز کے بعد اذکار مسنونہ اور سنن ونوافل کا اہتمام کریں۔عصر کی اذان ہوتے ہی مسجد کا رخ کریں،فرض سے پہلے سنت غیر موکدہ بھی پڑھیں۔نماز سے فارغ ہونے کے بعد صرف نصف گھنٹہ مطالعہ قرآن کے لیے مختص کریں۔

غروب آفتاب کے قریب افطار کی تیاری کریں۔کھجور یا پانی سے افطار کریں، اللہ کا شکر ادا کریں اور کھانے پینے میں اعتدال سے کام لیں، ایسا نہ ہو کہ دن بھر کی کسر افطار میں نکالنے لگیں، اور اس کے بعد نماز عشا اور تراویح پڑھنا مشکل ہو جائے۔افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، اسی لیے دعاؤں کا خاص اہتمام کریں۔نماز مغرب جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کریں، اس کے بعد اذکار اور سنن ونوافل نہ بھولیں۔عشا کی اذان ہوتے ہی مسجد کا رخ کریں، باجماعت نماز ادا کریں ، اس کے بعد امام کے پیچھے نماز تراویح پڑھیں ، اگر رمضان میں نماز کے اندر مکمل قرآن مجید سننے کا موقع مل جائے تو یہ بڑی سعادت کی بات ہے۔

آخری عشرے میں اعتکاف کی سنت ادا کریں اور شب قدر کی تلاش کی کوشش کریں ۔ روزہ رکھ کر اپنی زبان سے خیر و بھلائی کی بات کریں اور فحش کلامی، بیہودہ گوئی ، جھوٹ ،چغلی ،غیبت ، بہتان اور بلا تحقیق باتیں کرنے سے

اجتناب کریں، آنکھ سے کسی غیر محرم کو نہ دیکھیں اور کان سے ناجائز باتیں اور گانا و موسیقی وغیرہ نہ سنیں۔ اور وقت موجود کی سب سے بڑی اخلاقی برائی غیبت کرنے سے گریز کریں اور سننے سے بھی احتراز کریں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کا مقصد بیان کرتے ہوا فرمایا: ''روزہ گناہوں سے بچنے کے لیے ڈھال ہے، روزہ دار فحش باتیں نہ کرے، کوئی بے ہودہ کام نہ کرے اور اگر کوئی شخص روزہ دار سے گالی گلوج اور لڑائی جھگڑے پر اتر آئے تو صرف اتنا کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں''۔(۱)

رمضان المبارک کی برکات سے فائدہ اٹھانے کی خاطر یہ مختصر کتاب معرض تحریر لایا گیا۔ زیر نظر کتاب میں جہاں ماہ رمضان المبارک کے فضائل کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے، وہیں رویت ہلال سے لے کر نماز عید الفطر تک فقہ کی معتبر کتب سے مسائل کا ایک معتد بہ ذخیرہ بھی جمع کر دیا گیا ہے۔ رمضان المبارک سے متعلقہ تمام امور سحری، افطار، تراویح، شب قدر اور اعتکاف وغیرہ پر فضائل اور ان امور سے متعلقہ فقہی مسائل زیادہ سے زیادہ جمع کرنے کی کوشش کی گئ ہے۔ یہ میری ابتدائی اور پہلی کوشش تھی، اس میں جو خوبیاں آپ کو نظر آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو خامیاں دکھائی دے وہ میری کوتاہ علمی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے ہے۔

بعض احباب کو معلوم ہوگا کہ اس کا پہلا ایڈیشن ۲۰۱۵ء میں شائع ہوا تھا، اور اب بعض احباب کے اصرار پر اس کا دوسرا ایڈیشن کچھ حذف و اضافہ کے ساتھ شائع ہونے جارہا ہے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اپنی قیمتی مشوروں سے نوازیں اور اس میں پائے جانے والی غلطیوں اور خامیوں پر متنبہ

---

(۱) بخاری، کتاب الصوم، باب فضل الصوم، رقم الحدیث: ۱۸۹۴۔

کریں، انشاء المولیٰ تعالیٰ ضرور سماعت ہوگی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں رمضان المبارک سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔اس کتاب کو نفع بخش بنائے اور میرے لیے توشۂ آخرت و سامان مغرفت۔آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

بڑی ناسپاسی ہوگی کہ اگر میں یہاں مناظر اہلسنت، حافظ الاحادیث، عون اہل افتا، رہنمائے رہبراں، خلیفۂ تاج الشریعہ، سیدی الوالد حضرت علامہ مفتی غلام مرتضیٰ رضوی مدظلہ العالی کا ذکر نہ کروں کہ سیدی الوالد نے کتاب کی پہلی ایڈیشن کے لیے ہی دعائیہ کلمات لکھ کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

نیز خلیفۂ مناظر اہلسنت حضرت مولانا حافظ وقاری محمد ساجد رضا مرتضوی صاحب کا ذکر بھی یہاں ضروری ہے کہ انہوں نے بڑی عرق ریزی، جانفشانی اور باریک بینی کے ساتھ اس کتاب کی دوسری ایڈیشن کا نظر ثانی فرمایا اور ایک گراں قدر مفصل مقدمہ تحریر فرمایا اور کتاب کو زینت بخش کر میری حوصلہ افزائی فرمائی، موصوف عرصۂ دراز سے دین کی ترویج کے لیے ہر لحاظ سے راقم کا ساتھ دے رہے ہیں، اللہ ان کی جملہ مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے۔

نیز بے حد ممنون و مشکور ہوں حضرت مولانا مفتی محمد صابر رضا محب القادری کا کہ انہوں نے کثرت کار اور ہجوم افکار کے باوجود اپنی گراں قدر تقریظ سے نوازا۔اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو خوش وخرم اور اپنی عافیت میں رکھے۔آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

دعائیہ کلمات

مناظر اہلسنت، حافظ الاحادیث، عون اہل افتا
سیدی الوالد حضرت علامہ **مفتی غلام مرتضیٰ رضوی** مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیز القدر محمد سبطین رضا مرتضوی سلمہ المنان کی پہلی تالیف ''رحمت رحمٰن در تسکین رمضان'' جس میں رمضان اور روزے سے متعلق احادیث اور مسائل کو اختصار کے ساتھ جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے، عوام کے پیش نظر زبان بہت سادہ اور آسان استعمال کیا گیا ہے، نیز طوالت کے بجائے اختصار کا طریقہ اپنایا گیا ہے، لیکن پیش آمدہ مسائل کا احاطہ کرلیا گیا ہے۔

عزیز القدر میں تالیف وتصنیف کا ذوق عہد طالب علمی ہی سے پایا جا رہا ہے، امید ہے کہ یہ سلسلہ تصنیف وتالیف مستقبل میں بھی جاری وساری رکھ کر اہل علم وفضل کی مجلس میں سرخ رو اور قوم وملت کے سامنے سرفراز ہوتے رہیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک وصاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس کتاب کو قبولیت سے سرفراز فرمائے، اور عزیزم کی عمر وصحت اور علم و فضل میں بے شمار برکتیں عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ پڑھنے لکھنے میں محنت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

حقیر غلام مرتضیٰ رضوی غفرلہ

تقریظ

محب العلما، ماہر قرطاس وقلم
حضرت مولانا مفتی صابر رضا محب القادری نعیمی مدظلہ

نحمده و نصلی و نسلم علیٰ رسوله الکریم

اسلام کی بنا جن امور خمسہ پر ہے ان میں رمضان کے روزے بھی ہیں۔ دوسری ہجری میں اس کی فرضیت کا حکم نازل ہوا، صحت مند، عاقل، بالغ، مقیم مسلمان مرد وعورت کو اس کا مکلف بنایا گیا، اس کا انکار واستخفاف کفر اور بغیر کسی عذر معقول کے پہلوتہی گناہ کبیرہ ہے۔ عبادات سب اہم اور اعظم ہیں لیکن روزہ کی ایک اپنی انفرادیت ہے نماز، حج، زکاۃ اور دیگر فرائض و واجبات سنن و مستحبات عبادات سب اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوش نودی کے لیے کی جاتی ہیں، لیکن ان میں روزہ اپنے اندر یہ الگ خصوصیت رکھتا ہے۔ یہ تصنع، نمائش اور ریا سے دور ایک پوشیدہ عمل اور عابد و معبود مخلوق و خالق کے درمیان ایک راز ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اسی کے لیے ہے سوائے روزے کے کیوں کہ روزہ میرے لیے ہے اور اس کی جزا میں ہی دیتا ہوں، روزہ ڈھال ہے اور جس روز تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو نہ فحش باتیں کرے اور نہ جھگڑے، اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد مصطفی (صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوش بو سے زیادہ پسند ہے، روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں جن سے اسے فرحت ہوتی ہے، جب افطار کرے تو خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے کے عظیم اجر کے باعث خوش ہوگا''۔

[بخاری، کتاب الصوم]

مذکورہ حدیث پاک میں ایک نہایت اہم نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لیے ہے اور اس کی جزا میں ہی دیتا ہوں، جب کہ ہر عمل کی جزا اللہ دیتا ہے لیکن علی التخصیص یہاں ذکر کرنا اور جزا دینے کی نسبت خاص اپنی طرف کرنا روزہ کی اہمیت اور انفرادیت پر روشن دلیل ہے۔

یاد رہے! احکام الٰہیہ پر مامور مسلمان کا فرض امور کی حفاظت کرنا اور اپنی زندگی کا درست معمول بنانا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ وہ اس کی حقیقت وروحانیت فضائل ومسائل اور کرنے نہ کرنے پر تبشیر وانذار یعنی جزا وسزا سے واقف نہ ہو۔ ماہ صیام کی فضائل ومسائل ترغیب وترہیب کے باب میں کثیر نصوص وآثار اور ائمہ ومحدثین اور علما کی مختصر ومطول سیکڑوں کتابیں موجود ہیں۔ بہت کچھ لکھا گیا، لکھا جارہا ہے اور جتنا لکھا جائے کم ہے، مجھے خوشی ہورہی ہے کہ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ''رحمت رحمان در تسکین رمضان'' ہے۔

محب محترم نوجوان فاضل متحرک عالم دین حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر سبطین رضا مرتضوی زید مجدہ [ایڈیٹر سہ ماہی صدائے مناظر اہل سنت سونا پور اتر دیناج پور، صدر شعبۂ افتا جامعہ رضویہ شاہ علیم دیوان شیموگہ کرناٹک] اس کے مولف ہیں۔ رحمٰن کی رحمت اور رمضان میں اس کے خاص نزول وظہور کی نسبت نام کا انتخاب عمدہ ہے، اس ماہ کریم میں رحمٰن کے انوار وتجلیات کی بارش میں نہا کر تسکین جان ودل کے سامان کا الگ ہی کیف آور سماں ہوتا ہے۔

یہ ماہ نزول قرآن اور اس کے مقاصد کی یاد دلاتا ہے۔ رحمن کی رحمتیں اور ملائکہ اترتے ہی۔ ہزار مہینوں پر فضیلت والی رات اسی میں ہے۔ شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے مقفل کر دیے جاتے ہیں، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ صائم النہار قائم اللیل مسلمانوں کی بندگی پر فرشتے رشک کرتے ہیں۔ تلاوت قرآن کی گونج فضائے بسیط کو معطر کرتی ہے۔ بخشش ومغفرت اور نجات کی امیدیں جاگ اٹھتی ہیں۔ خزاں رسیدہ چہروں پر بشاشت عود کر آتی ہے۔ اللہ کے انعام کے پھوہارے، کرم کے چھینٹیں مومنوں کو حیات نو اور تازگی سے بہرور کرتی ہیں۔

مجھے معلوم ہوا کہ محترم مرتضوی صاحب نے جماعت رابعہ کے زمانہ طالب علمی میں اس کی تالیف اور ترتیب فرمائی تھی، لیکن کتاب کے مشمولات اور مضامین کے حسن ترتیب زبان و بیان کے اسلوب سے ایسا لگتا ہے کہ کسی کہنہ مشق برسوں کا تدریسی تحریری تجربہ رکھنے والے عالم دین کے رشحات قلم کے علمی وفقہی جواہر پارے ہیں، بڑی خوب صورتی کے ساتھ انہوں نے محققانہ دلائل سے فضائل و مسائل رقم فرمائے ہیں۔ روزہ اور اس کے متعلقات رویت ہلال، تراویح، اعتکاف، صدقہ فطر وغیرہ کے بھی ضروری مسائل لکھ دیے ہیں، اور افادۂ عام کی خاطر آسان پیرائے میں ماہ رمضان کے تقریباً تقریباً مسائل کا احاطہ کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔

مجھے امید ہے کہ مجموعی طور پر یہ کتاب رمضان کے احکام ومسائل کو جامع اور طالبین حق قارئین کے لیے نافع ومفید ثابت ہوگی۔ تصنیف وتالیف کی توفیق بہت بڑی نعمت ہے، الحمد للہ برادر محترم مرتضوی صاحب حسن فال رکھتے ہیں، کم عمر کم وقت میں درجن بھر کتابوں کی تصنیف وتالیف اور ترتیب کا فعل

مستحسن انجام دے چکے ہیں، تدریسی مصروفیات کے ساتھ روزنامہ انقلاب شیموگہ میں فقہی شرعی مسائل کے ہفتہ وار کالم نگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے حوصلے بلند کرے، خدمت دین کی مزید توفیق بخشے، قلمی نگارشات کو مقبول عام وخاص فرمائے، دارین میں ماجور کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صابر رضا محب القادری نعیمی غفرلہ
ادارۃ القرآن والسنۃ سورجاپور بازار پچھم پالی اتر دیناجپور بنگال
۱۱؍ جمادی الآخر ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۴؍ دسمبر ۲۰۲۴ء

تقدیم

ادیب شہیر، خلیفۂ مناظر اہلسنت
حضرت مولانا حافظ وقاری **محمد ساجد رضا مرتضوی** مدظلہ

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ
الکریم وعلی الہ واصحابہ واھل بیتہ اجمعین

سید الشہور ماہ پر نور رمضان المبارک کی عظمت وفضیلت مسلم ہے، اس نور بار برکت آثار مہینہ کا انتظار ہر بندۂ مومن کا شعار ہے، یہ ماہ مبارک مومنوں کے لیے ایک عظیم الشان تحفہ ہے، جسے خداوند قدوس عزوجل نے بخشی ہے، اس میں جہاں مومنوں کی روح کی بالیدگی اور نجات اخروی کا سامان ہے، وہیں سماجی برائیوں کے علاوہ چند جسمانی بیماریوں کا علاج بھی ہے، بے انتہا سماجی ومعاشرتی قبائح وشنائع کا تریاق بھی ہے، اور روح کی روحانیت کے پرواز کا ذریعہ بھی ہے اور وجہ تسکین جان بھی۔

جب گھر میں مہمان کی آمد ہوتی ہے، تو اس کے حسب شان انتظار و استقبال کیا جاتا ہے، مگر ماہ رمضان یہ مہمان نہیں کہ جس کی آمد باعث سعادت نہیں، بلکہ یہ وہ مہمان ہے جو ساتھ میں میزبان کے لیے رحمت وبخشش کا پروانہ لاتا ہے، نجات ومغفرت کا بھرپور سامان لاتا ہے، اہل ایمان کے لیے تسکین جان کا پیغام لاتا ہے۔ روئے زمین پر اس سے بڑھ کر کوئی مہمان نہیں جو میزبان پر اس قدر مہربان ہے، ہاں! یہ ماہ مبارک ایک افضل الشان مہمان ہے، اسی لیے

اس کا انتظار و استقبال بھی بہت پہلے ہی سے عظیم الشان طریقے پر ہونا چاہیے، جیسا کہ اس کا انتظار و استقبال کوئی ہمہ شما نہیں بلکہ سید الانبیاء، سیاح لا مکاں، وجہ کن فیکون ،محبوب کبریا، جان ایمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینوں پہلے سے فرمائی ہے، حدیث:

''اللھم بارک لنا فی رجب، و شعبان و بلغنا رمضان''۔

''اے اللہ ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہونچا دے''۔

پھر اس کی عظمتوں کی بلندی کو بتاتے ہوئے اہل دل کے دلوں میں عشق و وارفتگی کی آگ لگا دی، ارشاد فرماتے ہیں:

''لو یعلم العباد ما رمضان لتمنت امتی ان یکون السنة کلھا'' ''یعنی اگر لوگوں کو رمضان کی رحمتوں اور برکتوں کا علم ہوتا تو میری امت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو''۔

[منقول از تسکین رمضان]

مہربان آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نور بار، برکت آثار مہینہ کا خود انتظار فرما کر اس کی عظمت وفضیلت کا نہ صرف عملی درس دے دیا بلکہ مردہ دلوں میں زندگی کی لہر دوڑا دی، احساس زیاں کا نابکار تلون احساس سے تابدار بن گیا، جو کسی دلگیر عاشق کی طرح جاناں کے انتظار میں مہینوں پہلے انتظار کا لطف لینے لگے، اور رخ جاناں کی ایک جھلک دیکھنے کو بے تاب رہنے لگے، اس عملی انتظار کا یہ مبارک سلسلہ نہایت طویل ہے، اس کا سلسلہ آج سے چودہ سو برس قبل آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے شروع ہوا تھا، آج بھی اہل عرفان و عشق کے درمیان یہ سلسلہ جاری ہے اور صبح قیامت تک بحمدہ تعالیٰ جاری رہے گا۔''انتظار کا یہ عالم ہے تو استقبال کا عالم کیا ہوگا''۔

استقبال رمضان کا حسین انداز:

آج لوگ روزہ نہ رکھنے کے ہزاروں بہانے تراش لیتے ہیں، کہیں ہجوم افکار کی سرگذشت، کہیں کار بے کار میں بدمست، کہیں امراض ناتواں کی باتیں، کہیں اطباء کی پھیر، اقبال لاہوری کی زبان سے کہا جائے تو۔ ع

گفتار کا یہ غازی تو بنا ، کردار کا غازی بن نہ سکا

مگر انہیں کے درمیان قلیل مقدار میں ایسے لوگ بھی بستے ہیں، جنہیں ہجوم افکار کا گلہ شکوہ ہے نہ کام کاج کا بہانہ، امراض واطباء کی فکر ہے نہ سخن ساز زمانہ کی پروا، بس ہر حال میں انہیں اپنے پروردگار کو راضی کرنا ہے، ان کے دلوں کی صدائے بازگشت اعلی حضرت امام عشق ومحبت کی زبان سے بس یہی ترانہ ہوتا ہے۔ ؎

جلتی تھی زمیں کیسی ، تھی دھوپ کڑی کیسی
لو وہ قد بے سایہ اب سایہ کناں آیا
لے طوق الم سے اب آزاد ہو اے قمری
چٹھی لیے بخشش کی وہ سرو رواں آیا

اور واقعی جوں جوں یہ مہینہ قریب آتا جاتا ہے، توں توں آج بھی عشق و عرفان اور خوف وتقویٰ سے لبریز دلوں کا عالم مسرت وشادمانی کا پیکر بن جاتا ہے۔ اس عظیم الشان پر نور سید الشہور مہینہ کی آمد کا انتظار آخر کیوں؟ تو جواب ہوگا اسی لیے کہ یہ نیکی وبرکت، بخشش وعنایات، عبادات، زہد وتقوی، مروت، خاکساری، مساوات، صدقہ وخیرات، رضائے الٰہی، جنت کی بشارت، جہنم سے گلوخلاصی کا مہینہ ہے۔ اس ماہ مقدس میں مومن کے اندر فکر آخرت کے ذریعہ رب سے ملاقات کی خواہش بیدار ہوتی ہے۔ کونین کے تاجدار سید الانبیا حضرت

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں وجوہات کو دامن فکر میں بسا کر رمضان المبارک کا استقبال فرمایا تھا، جو سنت متوارثہ بن کر ہم تک آیا ہے۔

جنت آپ کا منتظر ہے:

سید الشہور ماہ پر نور کے استقبال کے لیے ابھی ہلال طلوع نہیں ہوتا ہے مگر اہل ایمان و یقین کے دلوں میں مہینوں قبل فرحت وانبساط کا چاند پیشانی پر چمکنے اور جھلکنے لگتا ہے، اور وہ لاہوتی شور گونجنے لگتا ہے جسے صرف محسوس کیا جا سکتا ہے، اسے الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔ بس حضرت رضا کی زبان سے یہی کہہ سکتے ہیں۔ ؎

شور مہ نو سن کر تجھ تک میں دواں آیا
ساقی میں ترے صدقے مے دے رمضاں آیا

ماہ پر نور سید الشہور کے استقبال میں آپ اور ہم اپنی وسعت کے مطابق گھر آنگن اور گلیوں کو نتھرا کر صاف ستھرا کرتے ہیں، سجاتے ہیں، آس پاس کے ماحول کو خوشبو دار بناتے ہیں، مگر آپ اپنی فیروز بختی پر نثار جائیے کہ جنت آپ کے استقبال کے لیے منتظر رہتی ہے، کونین کے تاجدار نے فرمایا:

''ماہ رمضان کے استقبال کے لیے یقیناً سارا سال جنت سجائی جاتی ہے۔ اور جب رمضان آتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ یا اللہ اس مہینے میں اپنے بندوں کو میرے لئے خاص کر دے''۔ [بیہقی]

استقبال کا پیمانہ بدل تو نہیں گیا؟:

تصویر کا دوسرا رخ بھی ہے، جو بڑا ہی دل خراش اور رقت انگیز ہے، اس برکت آثار مہینہ کے استقبال کے لیے مہینوں پہلے روحانی طور پر تیار ہونا مراد تھا، تا کہ اس کی عظمت کا احساس اور قدر و منزلت کا لحاظ آمد رمضان سے قبل ہی

ذہن ودماغ میں پیوست ہوجائے اور جب رمضان میں داخل ہوں تو غفلت، سستی، بے اعتنائی، نا قدری، ناشکری اور صیام وقیام سے بے رغبتی کے اوصاف رذیلہ نہ پیدا ہوجائے، اسی لیے کونین کے تاجدار، سیدالابرار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان سے قبل شعبان ہی سے روزے رکھنے کا خود بھی اہتمام فرمایا اور اپنے غلاموں کو بھی تیار ہونے کی تلقین فرمائی، تاکہ یہ مادی جسم پورامہینہ روزہ رکھنے کے لیے اس کا عادی ہوکر روحانی طور پر مکمل تیار ہوجائے، اور نفس کشی کی ٹرننگ مل جائے۔

مگر تصویر کا بھیانک رخ یہ ہے کہ یارلوگوں کی اکثریت نے روحانی طور پر رمضان شریف کی تیاری کی بجائے استقبال کا لطف ظاہری اسباب کی ذخیرہ اندوزی کرکے اٹھانے لگے ہیں اور اس مہینہ میں نفس کشی کی بجائے نفس پروری کو زیادہ اہمیت دی جانے لگی ہے۔

فکرآخرت کی بجائے دنیا کی عیش وعشرت کا خیال موج تخیل میں پرورش پانے لگا ہے، وہ فروٹ اور لذیذ چٹ پٹی مسالح دار سامان خوردونوش کی بھرمار، افطاری اور دعوتوں میں لوگوں کی بھیڑ بھار، مگر نماز کے لیے وہیں امام وموذن کے ساتھ چند عمر رسیدہ بزرگ جن کے پیٹ میں آنت نہیں اور منہ میں دانت نہیں، زہدوتقویٰ، عبادت وریاضت کے ذریعہ یمین وسعادت کے حصول میں فرض کفایہ ادا کرتے نظر آتے ہیں۔

اسی لیے اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت انہیں دنیاداروں پر اظہار تاسف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ؎

سر اور وہ سنگ در آنکھ اور وہ بزم نور
ظالم کو وطن کا گمان آیا تو کہاں آیا

روزہ کی روح:

انسانی جسم عناصر اربعہ آب وخاک، آتش و باد کا مجموعہ ہے، مگر اس کے اندر روح نہ ہو تو اس عناصر اربعہ کے مجموعہ کو زیر خاک دفن کر دیا جاتا ہے، معلوم ہوا کہ جب تک جسم کے اندر روح ہے، دنیا میں اس کی حیثیت متعین ہے، روح ہے تو زندگی ہے، چلتا پھرتا انسان ہے، روح نہیں تو زندگی نہیں، بعینہ ہم روزہ تو رکھتے ہیں مگر اس کی روح نہ ہو تو روزہ کس کام کا؟ محض دن بھر بھوکا پیاسا رہنے کا نام روزہ نہیں ہے، روح سے خالی محض روزہ کا ڈھانچہ ہے، جب تک اس میں روحانیت نہیں ہوگی روزہ نہیں کہلائے گا۔ اس کی روح یہ ہے کہ اپنی ہر قسم کی خواہشات ونفسانیات کو خالص اللہ تعالی عزوجل کے حکم کا پابند بنا دیا جائے، تمام ماکولات ومشروبات اور نفسانی خواہشات ترک کر دیا جائے، نیت کو اسی ایک خدا کے لیے خالص کر لیا جائے، یہی ''روزہ'' کی اصل ''روح'' ہے، ورنہ بزبان شاعر ؎

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

جو بندہ خالص اللہ تعالی عزوجل کے لیے روزہ رکھتا ہے، نفسانیت کا کوئی شائبہ نہ ہو بلکہ تمام لوازمات کا لحاظ کرتے ہوئے ''ایمان واحتساب'' کے ساتھ روزہ رکھے تو ایسے ہی روزہ داروں سے متعلق اللہ عزوجل کا قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے:

''وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى''۔ [النازعات:۴۰/۴۱]

اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش

سے روکا، تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔ معلوم ہوا کہ روزہ رکھنے کا مقصد اللہ تعالی عزوجل کی رضا کا حصول ہے، اور جب رضائے الٰہی حاصل ہو جائے تو انعامات الٰہیہ کا دروازہ کھل جاتا ہے، روح کی روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے، اس کی قوت پرواز میں کوتاہی نہیں ہوتی، مقام قدسی کی سیر کرنے لگتی ہے، سلوک الیٰ اللہ کی منزلیں طے ہوتی ہیں، اور بندہ ولایت کے خاص مقام پر فائز ہوتا ہے۔

روزہ ''لقاءِ الٰہی'' کا سبب:

ایک بندۂ مومن جس قدر بھی اپنی نصیبہ کی ارجمندی اور فیروز بختی پر ناز کرے کم ہی ہے، کیوں کہ اسے روزہ کے انعام واکرام میں لقاء الٰہی نصیب ہوگا، اور دیدار الٰہی سے بڑھ کر کون سی نعمت ہو سکتی ہے، جو بندۂ مومن کو دائمی خوشی دے سکتی ہے، کونین کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس وعدہ کی پاسداری کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''روزہ دار کے لیے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ملتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت ہوگی جب وہ روزہ کی وجہ سے اپنے رب سے ملاقات کرے گا''۔ [بخاری]

اور ترمذی شریف میں بھی ہے کہ روزہ رکھنے والے کو روزہ کی جزاء میں خدا ملتا ہے۔ یعنی لقاے الٰہی اور دیدار الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمہارا رب فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے اور روزہ کی عبادت تو خاص طور پر میرے لیے ہے اور میں خود اس کی جزاء دوں گا یا میں خود اس کا بدلہ

ہوں‘‘۔[ترمذی]

آپ کے ایمان واعتقاد کو مضبوط وتوانا کرنے کے لیے یاد دہانی کرا دیتے ہیں کہ کسی ہمہ شما کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں مگر محبوب کبریا، جان عالم، وجہ کن فیکون کی بات ہے، یہاں پر اعتبار ویقین نہ کرنے کی صورت میں سارا ایمانی محل زمیں بوس ہوسکتا ہے، کیوں کہ آپ کی بات کبھی جھوٹی نہیں ہوسکتی ہے، ایمان تو نام ہی ہے آپ کی صداقت وصیانت کو بلا چوں وچراں تسلیم کرنے کا، پھر لقاے الٰہی کی بشارت مشکوک کیسے ہوسکتی ہے؟۔

احتساب عمل:

شب وروز ہم اچھے برے عمل کرتے رہتے ہیں، ظلم وناانصافی کی تلوار لیے کھڑے رہتے ہیں، جس زبان سے حرام لفظ قطعی سننے کے روادار نہیں، لیکن نہ جانے اسی زبان کی راہ سے پیٹ میں کتنے حرام خوری کی مذلت کو جمع اندوزی کر چکے ہیں، مگر مجال ہے کہ کبھی اک پل کے لیے بھی زندگی بھر احتساب عمل کا خیال آیا ہو۔ زندگی کا توازن اور بیلنس قائم رکھنے کے لئے ’’احتساب عمل‘‘ کتنا ضروری ہے، یہ حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم سے پوچھو! جس کی ٹرننگ معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ قیامت خیز دھوپ کی تمازت، گرم پتھر کی حرارت، جلتی توے کی لو، جو قیامت کبری کا منظر پیش کر رہا تھا، اس پر نرم ونازک تلوے کی تمکنت، جسے دیکھ کر زبان نبوت نے احتساب عمل کی چنگاری چھوڑی، متبسم لبوں سے ارشاد ہوا، صبح سے لیکر دوپہر تک تمام اعمال کا حساب دو، کھڑے ہوئے، نصف دن کا حساب دینا تھا مگر اسی میں پسینے چھوٹ گئے، جسم ہلکان اور شرابور ہونے لگا۔ یہی وہ خود احتسابی کا عمل ہے جو ماہ پرنور سید الشہور کی آمد آمد سے قبل گوشہ ذہن میں ابھرتا ہے، اور پورا مہینہ تحت شعور میں اسی لیے

چھایا رہتا ہے، کہ یہ کوئی عام مہینہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی عزوجل کا مہینہ ہے، جیسا کہ تاجدار کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''رمضان کا خاص خیال رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جو بڑی برکت والا اور بلند شان والا ہے۔ اس نے تمہارے لیے گیارہ ماہ چھوڑ دیے ہیں جن میں تم کھاتے ہو اور پیتے ہو اور ہر قسم کی لذات حاصل کرتے ہو مگر اس نے اپنے لیے ایک مہینہ کو خاص کر لیا ہے''۔

[مجمع الزوائد]

اسی لیے اس ماہ مبارک کی تقدس اور عظمتوں کا خاص خیال کم از کم ضرور رہتا ہے، اور احتساب عمل کا داعیہ ضرور پیدا ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ خاص اسی ماہ معظم کے تعلق سے معلم کائنات، دل کا نور، جان سرور، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''احتساب عمل'' کی خصوصی تعلیم بھی دی ہے، ارشاد پاک ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ''من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه''۔

جس نے رمضان کے روزے ایمان اور خالص نیت کے ساتھ رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دئے گئے۔

[بخاری بحوالہ تسکین رمضان]

اسی نبوی تعلیم وتربیت نے افراد سے لے کر قوم وملت تک، تحریک کی کامیابی سے لے کر ناکامی تک خود احتسابی کا دنیا کو شعور بخشا، اور ناکامی کو کامیابی بخشا ہے، یہ عمل جہاں دنیا میں کامیابی کا ضامن ہے وہیں آخرت اور دائمی زندگی کو بھی کامرانی کی دہلیز پر لے جاتا ہے۔

عوام کا روزہ اور احتساب عمل:

فاضل مولف، مفتی قوم وملت، ڈاکٹر مفتی محمد سبطین رضا مرتضوی زید عمرہ نے اپنی تالف میں قارئین باتمکین کی توجہ احتساب عمل کی جانب مبذول فرمائی ہے، آں جناب کی یہ تحریر یقینا پرتنویر ثابت ہوگی، فاضل مصنف نے جہاں روزے داروں کو تین قسم میں گنائے ہیں وہیں ان کی تفصیل بھی درج فرمائی ہے، فاضل مؤلف لکھتے ہیں:

''روزے کے تین درجے ہیں: (۱) عوام کا روزہ۔ (۲) خواص کا روزہ۔ (۳) اخص الخواص کا روزہ۔''

یہ کوئی شرعی تقسیم نہیں ہے، یہ ترتیب اسی لیے دی گئی ہے تاکہ عوام اپنی عوامی سوچ سے بلند ہوکر خواص اور اخص الخواص کی مانند روزہ رکھ سکے۔ فاضل مولف لکھتے ہیں:

''ہم اپنے موجودہ معاشرہ کا جائزہ لیتے ہیں تو پورا وجود احساس گناہ میں ڈوبتا چلا جاتا ہے، ہم لوگ روزہ رکھتے ہیں لیکن زبان کی حفاظت کا دل میں خیال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ پورا دن کذب وافترا، غیبت وچغل خوری اور باہم جھگڑے وفحش گوئی میں گزر جاتا ہے۔ عام طور پر لوگ روزے کی حالت میں حلال خوری سے اجتناب کر کے حرام خوری میں مبتلا ہو جاتے ہیں''۔

[بحوالہ تسکین رمضان]

اور ایک مقام پر فاضل مولف لکھتے ہیں:

''آج کل ہمارے معاشرے میں یہ وبا جنگل کی آگ کی طرح پھیل رہی ہے کہ لوگ روزہ رکھ کر دن بھر ٹی وی پر فلمیں

اور ناجائز پروگرام دیکھتے رہتے ہیں، اسی طرح کوچہ و بازار میں روزہ کی حالت میں بھی بدنگاہی سے باز نہیں آتے۔ شہروں میں عام طور پر یہ لعنت خواتین میں بھی پھیل چکی ہے گھروں میں امور خانہ داری اور نماز و تلاوت سے جو وقت بچتا ہے اس میں وہ ٹی وی کے سامنے بیٹھ جاتی ہیں اور وقت گزاری کے لیے ناجائز پروگرام دیکھتی ہیں۔

مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ یا تو رمضان میں ٹی وی بند کر کے رکھیں، بصورت دیگر فلموں، ڈراموں اور اس طرح کے فحش پروگراموں پر سختی سے پابندی عائد کریں۔ اس سے نہ صرف یہ کہ روزہ میں کراہت پیدا ہوتی ہے بلکہ بچوں میں بھی غلط روی پیدا ہوتی ہے اور اس کا وبال دنیا میں بھی والدین کو جھیلنا پڑتا ہے۔ نگاہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اس کا صحیح استعمال بھی ضروری ہے۔ ورنہ یہ نظر عذاب الٰہی کا سبب بھی بن سکتی ہے''۔

[تسکین رمضان]

عامۃ المسلمین کے لیے رمضان کے دنوں ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھے رہنے یا سو کر وقت گزارنے سے بہتر یہ ہے کہ سنن ونوافل اور تلاوت قرآن مجید یا نعت خوانی کا اہتمام کریں، ایک ایک پل کو زیادہ سے زیادہ نیک عمل میں گزاریں، احتساب عمل کا خاص خیال رکھیں، تا کہ روزہ رکھنے کے عظیم فوائد حاصل ہوں، ان میں سے ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ بندہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے، جیسا کہ تاجدار کونین، سلطان دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص رمضان کے مہینے میں حالت ایمان میں ثواب اور

اخلاص سے عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا''۔[نسائی]

مگر ہماری قوم کے نوجوان ان کی بجائے جائز اور حلال کاموں سے پرہیز کرتے ہیں، ان کے لیے تو بہتر یہ تھا کہ اگر کاشت کار ہے تو کھیتوں میں جا کر سہل ترین کام انجام دیتے رہیں، اگر تاجر ہے تو ایمان داری سے تجارت کریں، راقم نے مزدوروں کو بھی روزہ رکھ کر سخت مشکل تشنگی آمیز کاموں کو کرتے دیکھا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے حسن نیت اور عمل کو شرف قبول فرمائے۔

روزہ کے معاشرتی فوائد:

ایک معاشرہ میں ہر قسم کے انسان بودوباش رکھتے ہیں، جن کے درمیان ہر قسم کی برائیاں بھی پنپ رہی ہوتی ہیں، اس میں رذیل فطرت کے لوگ بھی رہتے ہیں اور نیک طینت و پارسا اشخاص بھی ہوتے ہیں، جو لوگ نیک اور پارسا ہوتے ہیں لوگ انہیں پسند کرتے ہیں، اور سماج کی نیک نامی درحقیقت انہیں اشخاص کی مرہون منت ہوا کرتا ہے، جب کہ برے کاموں میں ملوث رہنے والے لوگوں سے لوگ متنفر رہتے ہیں اور اہل سماج ان کو برا جانتے اور مانتے ہیں، سماج و معاشرہ کی بدنامی کا ٹھیکرا انہیں کے سر ہوتا ہے، ایک اچھا سماج کے لیے اصول بھی اچھے ہونی چاہیے، آج چونکہ دنیا میں کوئی بھی مذہب اسلام کے علاوہ اصلی حالت پر نہیں رہی، اسی لیے اسلام سے نابلد لوگ مذہب کو اجتماعی ضرورت کی بجائے پرسنلی قرار دیتے ہیں، حالانکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی ہے، ایک افراد کی نجی زندگی سے لیکر جماعت تک کی رہنمائی کرتا ہے، ماں کی گود سے لے کر قبر کی گود میں سونے تک اسلام ایک

دستور حیات پیش کرتا ہے، اسی لیے اس کا اصول معاشرہ نہایت پاک وصاف ہے، اور ایک بگڑے معاشرہ کو برائی سے نجات دلانے کی قوت رکھتا ہے، یہاں پر صرف ایک نمونہ پیش کیے دیتے ہیں۔

شہوت پرست لوگ ہر معاشرہ میں چھپے ہوئے ہیں، بلکہ شہوانی خواہش انسان کا ملازمہ ہے، مگر کبھی آقائی پر اتر آتی ہے، تو یہ نہیں دیکھتی ہے کہ کون پارسا ہے اور کون نہیں، زاہد خشک ہو یا پیر مغاں ہر کسی کو پامال کر دیتی ہے، کسی کا بھی فرق ملحوظ نہیں رکھتی، اس کا کس بل نکالنے کی قوت، اسے کنٹرول میں رکھنے کی بصیرت سوائے اسلام کے کسی بھی مذہبی معاشرہ کے اندر مفقود ہے، اس سرکش جن کو بوتل میں قید کرنے کی حیثیت اسلام کے اندر ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے قید کرنے کے بہت سے نسخے بتائے، ایک نسخہ اس کا روزہ رکھنا بھی ہے، جیسا کہ کونین کے تاجدار معلم کائنات نے ارشاد فرمایا:

> ”جو شخص تم میں سے نان ونفقہ کی طاقت رکھے اسے چاہیے کہ وہ شادی کر لے کیونکہ یہ چیز نگاہ کو نیچی رکھنے اور شرمگاہ کو محفوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے، اور جو طاقت نہ رکھے، تو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کے لیے ”وجاء“ ہے“۔ (یعنی وہ اس کی شہوت کو توڑ دے گا)۔ [نسائی، ۲۲۴۲]

اس نسخہ کیمیا کو دیکھ کر اب کوئی مستشرق کہہ سکتا ہے کہ اسلام ایک انفرادی اور پرسنلی مذہب ہے، مسخ شدہ مذاہب کو دیکھ کر فیصلہ کرنا کوئی انصاف کی بات نہیں ہے، بلکہ حق بات کو قبول کرنا انصاف ودیانت ہے۔

روزہ کے میڈکلی فائدے:

آج خود مسلمانوں کا ایمان اس قدر کمزور ہو گیا ہے کہ روحانی طور پر

عقبی فوائد رکھنے کے باوجود روزہ رکھنے میں مختلف بہانے بناتے ہوئے نظر آتے ہیں، یاد رکھنا چاہیے کہ روزہ جہاں بے انتہا روحانی فوائد کے حصول کا ذریعہ ہے، وہیں دنیاوی سماجی ومعاشرتی فوائد کے علاوہ میڈیکلی فوائد کا بھی منبع ہے، جیسا کہ بعض لوگ اسلام کی ہر بات کے پیچھے طبی فوائد [میڈیکل سائنس] کی تحقیق تلاش کرتے ہیں، تب عملی اقدام اٹھاتے ہیں، مضمون کا یہ حصہ خاص انہیں کے لیے ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی بندگی میں نہ سہی خود اپنی جسمانی فائدے کے لیے کم ازکم روزہ رکھنا شروع کردے۔ اخروی فائدے نہ سہی دنیاوی فائدے ہی حاصل کرلے۔ روزے اور طبی فوائد کے عنوان سے انقلاب ۱۵ / مارچ ۲۰۲۴ء کو ایک تحقیقی مضمون شائع ہوا تھا، اس میں سے خاص خاص باتیں یہاں پر قارئین باتمکین کے لیے بطور اقتباس نقل کر رہا ہوں:۔

(۱) ہارمونز، خلیات اور جینز کے افعال:

جب انسان کچھ وقت تک غذا سے دور رہتا ہے تو جسم کے اندر مختلف قسم کی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں، مثلاً جسم ہارمونز کی سطح میں تبدیلیاں لاتا ہے تاکہ ذخیرہ شدہ جسمانی چربی زیادہ قابل رسائی ہو جب کہ اہم خلیاتی مرمت کا عمل شروع ہوجاتا ہے۔ روزے کے دوران خون میں انسولین کی سطح میں نمایاں کمی آتی ہے جو چربی گھلانے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ جسم کی جانب سے خلیات سے ناکارہ مواد کو نکالنے کا عمل بھی شروع ہوتا ہے جب کہ متعدد جینز اور مالیکیولز میں فائدہ مند تبدیلیاں آتی ہیں جن کو مختلف امراض سے تحفظ کیا جاتا ہے۔

(۲) وزن میں کمی اور چربی گھلانے میں مدد:

مخصوص وقت تک بھوکے رہنے یا روزہ رکھنے سے جسمانی وزن میں کمی لانا آسان ہوتا ہے۔ جب انسان روزہ رکھتا ہے تو معمول سے کم غذا کھاتا ہے۔

روزے کی حالت میں جسمانی وزن کی کمی میں مددگار ہارمون کے افعال بھی بہتر ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک روزہ سے بھی میٹابولک ریٹ میں اضافہ ہوتا ہے اور زیادہ کیلوریز جلانا آسان ہو جاتا ہے۔

(۳) انسولین کی مزاحمت میں کمی:

ذیابیطس ٹائپ ٹو حالیہ دہائیوں میں بہت تیزی سے عام ہو رہا ہے اور اس کے ایک بنیادی عنصر انسولین کی مزاحمت ہوتی ہے جس کے باعث بلڈ شوگر کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔ انسولین کی مزاحمت کو کم کرنے والا ہر کام بلڈ شوگر کی سطح کو بھی کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے جس سے ذیابیطس ٹائپ ٹو کا شکار ہونے سے تحفظ ملتا ہے۔ روزے رکھنے سے انسولین کی مزاحمت کی سطح کم ہوتی ہے اور بلڈ شوگر کی سطح بہتر ہوتی ہے۔

(۴) جسمانی ورم میں کمی:

متعدد تحقیقی رپورٹس سے ثابت ہوا ہے کہ دن بھر میں کچھ گھنٹے بھوکا رہنے سے جسمانی ورم سے لڑنے میں مدد ملتی ہے۔ واضح رہے کہ ورم متعدد عام امراض کا باعث بننے والا ایک اہم عنصر ہے۔

(۵) دل کی صحت کے لیے مفید:

امراض قلب اس وقت دنیا میں اموات کی سب سے بڑی وجہ ہیں خالی پیٹ رہنا یا روزے رکھنے سے بلڈ شوگر، بلڈ پریشر، خون میں چکنائی، کولیسٹرول کی سطح جیسے امراض قلب کے خطرے سے منسلک عناصر کو بہتر کیا جاتا ہے۔

(۶) کینسر سے بچانے میں ممکنہ طور پر مددگار:

کینسر، خلیات کی قابو سے باہر نشوونما کو کہا جاتا ہے مگر روزہ رکھنے سے میٹابولزم پر مرتب فائدہ مند اثرات کے باعث خیال کیا جاتا ہے کہ اس سے کینسر

کا خطرہ کم ہوسکتا ہے۔اس حوالے سے جانوروں پر ہونے والے تحقیقی کام کے نتائج حوصلہ افزا ہیں۔ایسے بھی چند شواہد سامنے آئے ہیں جن سے عندیہ ملتا ہے کہ روزے سے انسانوں پر کیموتھراپی کے متعدد مضر اثرات کی شدت میں کمی آتی ہے۔تاہم اس پر مزید تحقیق ہو رہی ہے۔

(۷) دماغ کے لیے مفید:

جو چیز جسم کے لیے اچھی ہو وہ دماغ کے لیے بھی مفید ہوتی ہے، روزے کی حالت سے ایسے متعدد میٹابولک فیچرز بہتر ہوتے ہیں جو دماغ کے لیے اہم ہیں، جیسے تکسیدی تناؤ، ورم، بلڈ شوگر کی سطح اور انسولین کی مزاحمت میں بہتری کا اثر دماغ پر بھی مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔

(۸) الزائمر امراض کی ممکنہ روک تھام:

الزائمر امراض کا کوئی علاج نہیں ہے البتہ اس سے بچا ضرور جا سکتا ہے۔جانوروں پر ہونے والی تحقیقی رپورٹس سے معلوم ہوا کہ انٹرمٹنٹ فاسٹنگ سے الزائمر کا شکار ہونے کا عمل التوا کا شکار ہوسکتا ہے۔

روزوں کے متعلق دِی امریکن جرنل آف کلینکل نیوٹریشین کی تحقیق فروری ۲۰۲۴ء میں شائع ہونے والی تحقیق کے چند اہم نکات:

ایک ماہ روزہ رکھنے والوں میں مختلف اقسام کے کینسر کے خطرات کم ہوجاتے ہیں۔روزہ داروں کا خون ایک ماہ کے دوران قدرتی طور پر صاف ہوجاتا ہے۔دور حاضر میں ''انٹرمیٹنٹ فاسٹنگ'' کے رجحان میں اضافہ ہو رہا ہے، اس میں بھوکا پیاسا رہنے کی وہی تکنیک آزمائی جاتی ہے جس کی پیروی ماہ مبارک میں روزہ دار کرتے ہیں، یعنی اپنے آپ کو کھانے پینے سے چند گھنٹوں دور رکھنا، اس عمل میں جسم کی اضافی چربی پگھل جاتی ہے اور انسان صحت مند ہوتا

ہے، یہی نہیں بلکہ وزن میں بھی کمی واقع ہوتی ہے۔قوت مدافعت بڑھ جاتی ہے اوراس کا جسم مختلف بیماریوں سے لڑنے کی طاقت رکھتا ہے۔خون میں گلوکوز اور کولیسٹرول کی سطح معتدل ہوجاتی ہے اور بلڈ پریشر کنٹرول میں رہتا ہے۔اگر کوئی شخص ڈپریشن میں مبتلا ہے تو اس بیماری کی علامتیں ختم ہوجاتی ہیں۔شام میں کھجور اور مختلف پھلوں سے روزہ کھولنا صحت پر مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔

☆☆☆

﴿ کچھ صاحب کتاب کے بارے میں ﴾

بہاروں میں گلشن مہک جائے تو تعجب نہیں ہے،مگر بن موسم کے گل کھل جائے تو باعث حیرت ضرور ہے،گرامی وقار مولانا مفتی ڈاکٹر محمد سبطین رضا سبطینؔ مرتضوی نہایت ہی کم عمری میں بہت سی خصوصیات اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں،کم عمری ہی میں دارالافتا و دارالقضا کی ذمہ داری سنبھال رہے ہیں۔آپ ایک ایسے ہونہار عالم دین ہے، جو بیک وقت گونا گوں خوبیوں کے حامل ہیں،صورت ومعنی سے آراستہ وپیراستہ ہے،نوجوان ہے،طلیق اللسان ہے، جذبے میں افان ہے،نظم ونثر پر مہارت عام وتام ہے،شاعر مداح خیرالانام ہیں،وہیں پر ایک صاحب اسلوب نثار مصنف بھی ہیں،محقق بھی ہیں،مدبر بھی ہیں۔کم سنی ہی میں آدھے درجن سے زائد بزرگوں نے اجازت وخلافت کی یمن وسعادات سے بھی نوازرکھے ہیں۔قلم امواج سے درجنوں مضامین نکل چکے ہیں،جو ماہناموں کی زینت بن کر داد تحسین حاصل کر چکے ہیں، بلکہ اب توخود ایک ’’سہ ماہی صدائے مناظر اہل سنت‘‘ کے مدیر اعلیٰ ہیں،اس دور نا قدری میں بھی بڑی کامیابی اورکوہ استقلالی سے برابر نکالتے چلے آرہے ہیں، علاوہ درجنوں کتب کے مصنف ومولف بھی ہیں،چند کتب پیشتر میں شائع ہوکر

ہدیۂ تبریک بھی وصول کر چکی ہیں، کہہ سکتے ہیں کہ آپ پکی عمر کے ایک پکے قلمکار ہیں۔ یقیناً آپ دیناج پور کے افق پر ایک ابھرتے سورج، چمکتی کرن، دمکتی دھوپ ہے، مہکتے گل کی چٹکتی کلی ہے، علم و تحقیق کا روشن مینار ہے، شعر و ادب کا ہلال ہے، تصوف و سلوک کا رہبر بے مثال ہے، ان شاء اللہ عزوجل آئندہ آپ کو اور آپ کی تصنیفات و تالیفات اور دینی خدمات کو عزت و وقار اور اعتبار کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔

☆☆☆

﴿ کچھ شرف انتساب کے بارے میں ﴾

کتاب ''رحمت رحمٰن در تسکین رمضان'' ایک بار اس کی اشاعت ہو چکی ہے، اب پھر دوسری اشاعت کے لیے نئے آب و تاب کے ساتھ مزید نئے اضافہ کے بعد مکمل تیار ہے۔ کتاب کی نسبت اپنے کرم فرما و مشفق استاد فخر سیمانچل، مدبر اہل سنت، قائد ملت حضرت علامہ مفتی مبشر رضا ازہؔر مصباحی قاضی شرع بھیونڈی کی جانب کی ہے۔ حضرت کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں اگر چہ ملاقات نہیں ہے مگر گاہ بگاہ فون پر گفتگو ہوتی رہتی ہے، میں نے آپ کی ہمیشہ قدر کی ہے اور قدر کی نگاہوں سے دیکھتا بھی ہوں۔

یقیناً اس دور غیر مروت میں جب کہ استاد و شاگرد کے درمیان تعلقات و روابط عنقا کی حیثیت رکھتی ہے، ایسے پر آشوب ماحول میں مؤلف کا اپنی کتاب کو اپنے استاذ کے نام منعن کرنا ایک لائق تقلید اور قابل فخر عمل ہے اور جہاں کوئی اپنے اساتذہ سے تعلق نہیں رکھتے وہیں پر مصنف نے مزید اپنے استاد کی بارگاہ میں خراج عقیدت ان الفاظ میں پیش کی ہیں:

''حضرت صرف خود ماہر قلم مصنف اور مفتی ہی نہیں بلکہ زمانہ

ساز مفتی گر شخصیت تراش بھی ہیں۔ جو محبت والفت، چاہت واخوت، اخلاص وایثار کے حسین امتزاج کا کامل پیکر مجسم ہیں۔ جن کی بارگاہ عالی سے ہزاروں تشنگان علوم نبویہ نے اپنی پیاس بجھائی اور ماہر علم وفن بنے، قلم کے دھنی ہوئے۔ ان کی شاگردی میں گزرے ہوئے حسین اور یادگار لمحات میرے لیے باعث صد افتخار ہیں''۔

ادب تعلیم کا جوہر ہے زیور ہے جوانی کا
وہی شاگرد ہیں جو خدمت استاد کرتے ہیں

☆☆☆

﴿ کچھ کتاب ھٰذا کے تعلق سے ﴾

کتاب ''رحمت رحمن در تسکین رمضان'' دراصل زمانہ طالب علمی کی ایک حسین اور پر کیف یادگار ہے، جو مؤلف کی سب سے پہلی کوشش وکاوش اور نتیجہ خیز ثمرہ ہے، اور عہد طالب علمی ہی میں ۲۰۱۵ء کو اشاعت ہوگئی تھی، پھر اب حذف واضافہ کے بعد ضخامت کے ساتھ دوبارہ اشاعت کے لیے تیار ہوگئی، تو حکم ہوا کہ اس پر ایک مقدمہ تحریر کردوں، اگرچہ بندہ اس قابل نہیں کہ کچھ لکھ سکے، مگر حکم کا فیضان تھا لکھتا چلا گیا، کتاب کا مطالعہ کیا، اس میں ہر ممکنہ پہلو سے سلسلے وار وقت کے مطابق رمضان المبارک کے لیے ضروری مسائل اکٹھا کر کے تسکین کا سامان جمع فرمادیا ہے، ابتدائیہ کے بعد دعائیہ کلمات ہیں، جسے وقت کے مایہ ناز عالم دین پیر طریقت رہبر شریعت مناظر اہل سنت حافظ الاحادیث حضرت علامہ مفتی غلام مرتضی رضوی طول اللہ عمرہ نے پیش فرمایا ہے، آں حضرت مولف کے والد بزرگوار ہیں اور راقم کے مرشد خلافت بھی ہیں، اللہ کریم حضرت

کو عمر خضر عطا فرمائے۔

چند دعائیہ کلمات کے بعد کتاب شروع ہوتی ہے، آغاز سے آخر تک عناوین کی فہرست پر نظر ڈالنے سے قارئین کرام کو معلوم ہوگا کہ حضرت مؤلف نے رمضان المبارک کے کون کون سے تار کو چھیڑا ہے اور کیا کیا سوز وساز اور ترنم ریزیاں فرمائی ہیں، اس سے کتاب کی اہمیت کے ساتھ اس کی افادیت محسوس ہوگی۔ مثال کے لیے صرف ایک مسئلہ کا راگ چھیڑتا ہوں، جسے مؤلف موصوف نے ''افطار کی دعا افطار سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں'' کے عنوان سے تحقیق فرمائی ہے۔

بیرون ہند کی تو خبر نہیں مگر اندرون ملک مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک فقیر راقم بڑے بڑے شہروں کا مسافر رہ چکا ہے، بطور مشاہدہ عرض گزار ہوں کہ ہر جگہ ایک ہی معمول ہے، یعنی افطاری کی دعا روزہ کھولنے سے پہلے ہی پڑھ لیتے ہیں، یہ ایک ایسا بدیہی عمل مشاہدہ میں رہتا تھا کہ اس کے خلاف نہ کبھی سنا تھا اور نہ کسی کو پوچھنے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی، اسی لیے اب تک مغالطہ کا شکار تھا، اور میر تقی میر کے اس شعر کا مصداق تھا۔

یہی جانا کہ کچھ نہ جانا ہائے
سو بھی اک عمر میں ہوا معلوم

ایک دن اتفاقاً نظر دعا کے ترجمہ پر پڑی اور اس میں غور کیا تو یہ راز افشا ہوا کہ یہ سنت متروک ہوگئی ہے، آج اس کی تحقیق دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔ ایسا نہیں ہے کہ علما نے اپنی اپنی کتابوں میں اس پر خامہ فرسائی نہیں کی ہیں، ضرور کی ہے مگر ''علم در کتاب مسلمانی در گور'' کی مثل صادق آتی ہے۔ وہ باوقار علما جو مدارس دینیہ سے منسلک ہیں اور قوم وملت کے نونہالوں کی زندگی

بنارہے ہیں،ان کی اکثریت کو درسی کتابوں کی شروحات دیکھنے سے فرصت کہاں، نیز جو علما ائمہ مساجد ہیں ان کے درمیان مطالعہ کتب کا ذوق نادر ہے، چونکہ انہیں ہنگام امامت سے فرصت کب، نیز قلیل تنخواہ میں کتابیں خرید کر خانگی اور عائلی مصیبت کون پالنے جائیں۔

بحمدہ رب تبارک وتعالی اپنے یہاں پچھلے تین چار سال سے اس سنت پر عمل آوری ہورہی ہے، مگر عامۃ المسلمین گومگوں اور کش مکش کے شکار ہیں، کیوں کہ برسوں سے علما کا اس میں مشاہدہ وعمل دیکھتا آیا ہے، پھر بھی ''رفتہ رفتہ پختہ باشد'' کے مصداق عاملین کی تعداد روز بروز بڑھتی جائے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ

یہ ایک سنت متروکہ تھی اسے زندہ کرنا علما کا کام ہے، اور اسی کارنامے کو انجام دیتے ہوئے مولف علام نے اس کتاب میں اس کی تحقیق فرمائی ہے، مکمل تحقیق تو کتاب میں پڑھیے گا یہاں پر بطور نمونہ ابتدائے مضمون سے ایک اقتباس آپ بھی اپنی آنکھوں کا سرمہ بنالیجیے، لکھتے ہیں:

> ''بعض حضرات دعاے افطار کو روزہ کھولنے سے پہلے پڑھتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے۔ مذکورہ بالا احادیث طیبہ سے یہ بات واضح ہے کہ افطار کی دعا افطار کرنے کے بعد پڑھنا سنت ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ افطار کرنے کے بعد دعا پڑھا کرو، چنانچہ مسند الحارث میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: "**یا علی! اذا کنت صائما فی شهر رمضان، فقل بعد افطارک: اللهم لک صمت و علیک توکلت و علی رزقک افطرت**" اے

علی! جب تو رمضان کے مہینے میں روزہ رکھو تو روزہ افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھا کرو: اے مولا! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں سوال ہوا کہ دعاے روزہ افطار کے بارے میں بعض علما فرماتے ہیں قبل افطار کہے اور بعض علما کہتے ہیں بعد افطار کہے، دونوں میں صحیح قول کس کا ہے؟۔ تو امام اہلسنت اس سوال کے جواب میں مستقل ایک تحقیقی رسالہ ہی تحریر فرما دیتے ہیں، جس کا نام ''العروس المعطار فی زمن دعوۃ الافطار'' رکھا ہے۔ امام اہلسنت کا تحقیقی جواب ذیل میں قدرے ترمیم و تلخیص کے ساتھ ملاحظہ کیجیے:

دعا روزۂ افطار، افطار کر کے پڑھا جائے۔ اس لیے کہ حدیث ابی داؤد کہ ابن السنی نے کتاب عمل الیوم واللیلہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں یوں روایت کی: **عن معاذبن زھرۃ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم اذاافطر قال الحمد للّٰہ الذی اعاننی فصمت ورزقنی فافطرت۔**

ترجمہ: حضرت معاذ بن زہرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ پڑھتے: سب حمد اللہ کی جس نے میری مدد فرمائی کہ میں نے روزہ رکھا اور مجھے رزق عطا فرمایا کہ میں نے افطار کیا۔ اور نیز ابن السنی نے کتاب مذکور اور طبرانی نے معجم کبیر اور دارقطنی نے سنن میں موصولاً یوں تخریج کی:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذاافطر قال اللھم لک صمناوعلی رزقک افطرنافتقبل منااِنک انت السمیع العلیم۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! ہم نے تیرے لیے روزہ رکھااور تیرے رزق پر افطار کیا، ہماری طرف سے قبول فرما تو سننے اور جاننے والا ہے۔"

مذکورہ بالاطویل اقتباس سے واضح اور لائح ہے کہ روزہ افطار کرنے کے بعد دعا پڑھنا سنت طریقہ ہے،مگرعوام مسلمین کاعمل اس کے برخلاف ہے۔اللہ تعالی اس عمل کوکرنے کی ہمیں اورآپ کوتوفیق انیق عطافرمائے۔آمین

اسی طرح کےضروری اورتحقیقی مضامین سے کتاب مزین ہے،اس میں ماہ رمضان المبارک کےروزوں کی فرضیت،ماہ رمضان کےفضائل،ماہ رمضان کے روزوں کے فضائل اور مسائل، رویت ہلال،اثبات چاند کے طریقے، مسائل روزہ،جن امور سے روزہ نہیں ٹوٹتااورجن سے روزہ ٹوٹ جاتاہے،کن صورتوں سےصرف قضالازم ہےاورکن صورتوں سے کفارہ لازم ہے،روزہ کے مکروہات اورجن وجوہ سےروزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے،سال کےکن کن دنوں میں روزہ رکھناحرام ہے،تراویح کی فضیلت،تراویح کی تسبیح،مسائل تراویح، شب قدر کی فضیلت، اعتکاف کی فضیلت ،مسائل اعتکاف ، صدقہ فطر کے مسائل،عیدین کے مسائل، یہاں تک کہ رمضان سے گزرکرماہ شوال کے چھ روزےاوراس کےمسائل،یوم عرفہ کےروزےاوراس کےمسائل،حتی کہ ہرماہ

کے نوافل روزوں کے فضائل ومسائل اوران کے احکام ضروریہ کوفرادی طور پر بیان فرمایا ہے جس سے قاری کو سمجھنے میں نہایت آسانی فراہم ہوتی ہے۔زبان وبیان بھی عامیانہ اور سلیس ہے، اللہ تباک وتعالی سے دعا ہے کہ موصوف کی اس کتاب کوقبول انام فرمائے۔آمین بجاہ النبی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دعا گوودعاجو
محمد ساجد رضا قادری مرتضوی کٹیہاری
۱۵ر دسمبر ۲۰۲۴ء

رمضان المبارک

❁ رمضان کے روزوں کی فرضیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ"۔ [البقرۃ: ۱۸۳]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔ [کنز الایمان]

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ روزہ مومنوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہیں اور یہ پہلے ادیان میں بھی فرض تھے۔ رمضان کے روزے ۱۰ر شعبان ۲ر ہجری میں فرض ہوئے تھے۔ عربی میں روزہ کو صوم کہتے ہیں، صوم کے معنیٰ رک جانے کے ہیں، اس کی جمع صیام ہے۔ شرعی اصطلاح میں مسلمان کا بہ نیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک قصداً کھانے، پینے اور جماع سے باز رہنا روزہ کہلاتا ہے۔(۱)

نیز اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِۚ-فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ"۔ [البقرۃ: ۱۸۵]

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔ [کنز الایمان]

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۶۶، روزہ کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

حدیث پاک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ، عَلَى أَنْ يُعْبَدَ اللهُ، وَيُكْفَرَ بِمَا دُونَهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ"۔ (۱)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ کی عبادت کرنا اور اس کے سوا ہر کسی کی عبادت سے انکار کرنا، نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

روزے کا مقصد:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرضیت روزہ والی آیت مبارکہ میں روزہ کا مقصد تقویٰ و پرہیز گاری، خوف باری تعالیٰ اور للّٰہیت کا حصول بتایا ہے۔ روزے میں چونکہ نفس پر سختی کی جاتی ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں سے بھی روک دیا جاتا ہے تو اس سے اپنی خواہشات پر قابو پانے کی مشق ہوتی ہے جس سے ضبط نفس اور حرام سے بچنے پر قوت حاصل ہوتی ہے اور یہی ضبط نفس اور خواہشات پر قابو وہ بنیادی چیز ہے جس کے ذریعے آدمی گناہوں سے رکتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے: "وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى"۔ [النازعات: ۴۰/۴۱]

ترجمہ: اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا، تو بیشک جنت ہی ٹھکانا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا

(۱) مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ارکان الاسلام الخ، رقم الحدیث: ۱۱۲۔

ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ قاطع شہوت ہے“۔[بخاری][1]

وجہ تسمیۂ رمضان:

لفظ رمضان رمض سے مشتق ہے جس کا معنیٰ گرم ہونا اور تیز دھوپ سے پاؤں کا جلنا ہے[2]۔ چونکہ رمضان المبارک میں روزہ دار کے سابقہ گناہوں کو جلادیا یعنی مٹادیا جاتا ہے، اس لیے اس کا نام ”رمضان“ رکھا گیا، جیسا کہ محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”اس کا نام رمضان رکھنے کا سبب یہ ہے کہ اس مہینہ میں گناہ جل جاتے ہیں“۔[3]

(۱) ملخصاً تفسیر صراط الجنان، تحت سورۃ البقرۃ، الآیۃ: ۱۸۳۔
(۱) المنجد عربی اردو، ص: ۴۰۸۔
(۲) غنیۃ الطالبین اردو، ص: ۴۵۴، علامہ صدیق ہزاروی۔

حروف رمضان کی فکر انگیز نکات

لفظ ''رمضان'' پانچ حروف کا مجموعہ ہے، ولی کامل شیخ عبد القادر جیلانی رضی للہ عنہ حروف رمضان کے تعلق سے بڑے ایمان افروز اور فکر انگیز نکات بیان فرمائے، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ''لفظ رمضان پانچ حروف پر مشتمل ہے، حرف راء اللہ تعالیٰ کی رضا سے، میم اللہ تعالیٰ کی محبت سے، ضاد اللہ تعالیٰ کی ضمانت سے، الف اللہ تعالیٰ کی الفت سے اور نون اللہ تعالیٰ کے نور سے لیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ مہینہ نیک لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا، محبت، ضمانت، الفت، اور بخشش و مہربانی کا مہینہ ہے''۔[۱]

۞ روزے کے تین درجات:

روزے کے تین درجے ہیں: عوام کا روزہ، خواص کا روزہ، اور اخص الخواص کا روزہ۔

۞ (۱) عوام کا روزہ:

عوام کا روزہ یہی ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے باز رہا جائے۔

۞ (۲) خواص کا روزہ:

خواص کا روزہ یہ ہے کہ کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے کے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضا کو گناہ سے باز رکھا جائے۔

---

(۱) ملخصاً، غنیۃ الطالبین اردو، ص: ۴۶۰، علامہ صدیق ہزاروی۔

(۳) اخص الخواص کا روزہ:

اخص الخواص کا روزہ یہ ہے کہ مذکورہ شرائط کے علاوہ دل کو دنیاوی افکار وخیالات سے بھی باز رکھا جائے، اللہ عزوجل کے سوا کائنات کی ہر چیز سے اپنے کو بالکلیہ جدا کرلیا جائے اور محبت ربانی کی اس منزل تک پہنچا جائے جسے ''فنا فی اللہ'' ہونا کہا جاتا ہے۔ اس تعلق سے امام غزالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جس شخص کی توجہ دن میں اسباب میں مصروف ہو جیسے افطار کے سامان کو مہیا کرنے کی تدبیر کرنا، یہ بھی خطا ہے اس لیے کہ اس نے فضل الٰہی پر اعتماد نہیں کیا اور رزق موعود پر اس کے یقین میں کمی آگئی؛ یہ بلند مرتبہ انبیا، صدیقین اور مقربین کا ہے''۔ (۱)

خواص کا روزہ چھ چیزوں سے مکمل ہوتا ہے:

☆ (۱) روزہ میں نگاہ کی حفاظت:

روزہ دار کو چاہیے کہ وہ اپنی نظر کو بھی منکرات سے اس طرح پاک رکھے جس طرح زبان کو کھانے پینے سے باز رکھتا ہے۔ آج کل ہمارے معاشرے میں یہ وبا جنگل کی آگ کی طرح پھیل رہی ہے کہ لوگ روزہ رکھ کر دن بھر ٹی وی پر فلمیں اور ناجائز پروگرام دیکھتے رہتے ہیں، اسی طرح کوچہ و بازار میں روزہ کی حالت میں بھی بدنگاہی سے باز نہیں آتے۔ شہروں میں عام طور پر یہ لعنت خواتین میں بھی پھیل چکی ہے۔ گھروں میں امور خانہ داری اور نماز وتلاوت سے جو وقت بچتا ہے اس میں وہ ٹی وی کے سامنے بیٹھ جاتی ہیں اور وقت گزاری کے لیے ناجائز پروگرام دیکھتی ہیں۔

مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ یا تو رمضان میں ٹی وی بند کر کے

---

(۱) احیاء العلوم الدین اردو، ج:۱، ص:۴۸۹۔

رکھیں، بصورت دیگر فلموں، ڈراموں اور اس طرح کے فحش پروگراموں پر سختی سے پابندی عائد کریں۔ اس سے نہ صرف یہ کہ روزہ میں کراہت پیدا ہوتی ہے بلکہ بچوں میں غلط روی پیدا ہوتی ہے اور اس کا وبال دنیا میں بھی والدین کو جھیلنا پڑتا ہے۔ نگاہ اللہ تعالی کی عظیم نعمت ہے، اس کا صحیح استعمال بھی ضروری ہے۔ ورنہ یہ نظر عذاب الٰہی کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ اس لیے سرکار علیہ السلام نے فرمایا: ''نظر زہر کا بجھا ہوا شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے اسے ترک کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ایسا ایمان عطا فرمائے گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا''۔(۱)

☆ (۲) روزہ میں زبان کی حفاظت:

روزہ دار کو زبان کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو نہ فحش بکے، نہ جھگڑا کرے۔ اگر اس سے کوئی جھگڑا کرے یا اسے گالی دے تو کہہ دے میں روزے سے ہوں''۔ یعنی روزہ دار پر لازم ہے کہ وہ خود بھی فحش گوئی سے محفوظ رہے اور اگر کوئی دوسرا چھیڑ چھاڑ کرے تو یہ کہہ کر گزر جائے کہ میں روزے سے ہوں اور اس کی بے ہودہ گوئی کا کوئی جواب نہ دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جابر روایت کرتے ہیں: ''پانچ چیزیں روزہ توڑ دیتی ہیں: جھوٹ، غیبت، چغلی، جھوٹی قسم اور شہوت کے ساتھ نظر ڈالنا''۔ ان احکامات کی روشنی میں جب ہم اپنے موجودہ معاشرہ کا جائزہ لیتے ہیں تو پورا وجود احساسِ گناہ میں ڈوبتا چلا جاتا ہے، ہم لوگ روزہ رکھتے ہیں لیکن زبان کی حفاظت کا دل میں خیال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ پورا دن کذب وافترا، غیبت و چغل خوری اور باہم جھگڑے و فحش گوئی میں گزر جاتا ہے۔ عام طور پر

---

(۱) ملخصاً، ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، ستمبر ۲۰۰۹ء، ص:۳۲۔

لوگ روزے کی حالت میں حلال خوری سے اجتناب کر کے حرام خوری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس تعلق سے دو عورتوں کی حکایت بیان کی گئی ہے، جو بڑی عبرت انگیز ہے، ذیل میں ملاحظہ فرمایئے اور دل میں خشیت الٰہی پیدا کیجیے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں دو عورتوں نے روزہ رکھا، دن کے آخری حصے میں بھوک اور پیاس نے شدت پکڑی، لگتا تھا ہلاک ہو جائیں گی۔ بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے افطار کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس ایک پیالہ بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ ان دونوں سے کہو کہ تم دونوں نے جو کھایا ہے اسے اس پیالے میں قے کر دیں۔ ان میں سے ایک عورت نے تازہ خون اور تازہ گوشت کی نصف پیالے میں قے کر دی، اسی طرح دوسری نے بھی قے کر دی، یہاں تک کہ وہ پیالہ پورا بھر گیا۔ لوگوں کو یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان دونوں نے اپنے اوپر حلال چیزوں سے روزہ رکھا اور جو چیزیں اللہ تعالی نے ان پر حرام کی تھیں، ان سے افطار کیا۔ ایک روایت میں مزید یہ الفاظ ہیں: ان دونوں نے لوگوں کی غیبت شروع کی، یہ گوشت پیالے میں وہی ہے جو ان دونوں نے دوسروں کی غیبت کر کے کھایا تھا۔

پہلو میں اگر حساس دل ہو اور دل میں ایمانی حرارت موجود ہو تو زبان کی حفاظت کے لیے یہ عبرت ناک حکایت کافی ہے اور اگر دل و دماغ عبرت و موعظت سے بے بہرہ ہیں تو اس جیسی ہزاروں حکایتیں بھی پتھر جیسے دلوں کو موم نہیں بنا سکتیں۔ (۱)

---

(۱) ملخصاً، ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، ستمبر ۲۰۰۹ء، ص: ۳۲/۳۳۔

☆ **(۳) روزہ میں کان کی حفاظت:**

جس طرح فحش گوئی اور چغل خوری انتہائی بدترین عادت ہے، اسی طرح ایسی محفلوں میں بیٹھنا اور غیبت سننا بھی بدترین جرم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’غیبت کرنے والے اور سننے والے گناہ میں برابر کے شریک ہیں‘‘۔ اس لیے مسلمانوں کو دوسروں کی برائی سننے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے اور روزے کی حالت میں یہ ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے۔ لیکن ان دنوں ہمارے معاشرے کی عجیب وغریب حالت ہے کہ ایام رمضان میں دن بھر فحش انگیز گانے سنتے رہتے ہیں۔ ریڈیو اور ٹی وی پر نسوانی آوازیں اس گناہ کے سمندر میں اور بھی مدو جزر پیدا کر دیتی ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو ایسے مقامات سے دور رہنا چاہیے، جہاں اس قسم کی آوازیں کانوں میں پڑیں اور دلوں کے آبگینے گناہوں کی لذت سے بھرنے لگیں۔

ہمارے سماج میں اب اس قسم کے گناہوں کو بری نظر سے نہیں دیکھا جا رہا ہے۔ اگر کوئی داعی حق تنبیہ کرتا ہے تو اسے دقیانوسی مولوی کہہ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اہل مغرب ان دواعی گناہ کے قیامت خیز اور حیا سوز نتائج جھیل رہے ہیں۔ اگر ہمارے یہاں ابھی سے ان تمام چیزوں پر کڑی نظر نہیں رکھی گئی تو پورا معاشرہ فحاشیوں کی لعنت میں ڈوب جائے گا اور پھر نیکی کے ساحل تک پہنچنے کے لیے تنکے کا سہارا بھی نہیں ملے گا۔ یہ ایک سچائی ہے کہ پہلے دواعی گناہ کا احساس ختم ہوتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ احساس گناہ بھی مٹ جاتا ہے اور یہ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بڑا تاریک اور بھیانک دن ہوتا ہے۔ (۱)

---

(۱) ملخصاً، ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، ستمبر ۲۰۰۹ء، ص: ۳۳۔

☆ (۴) روزہ میں دیگر اعضا کی حفاظت:

جس طرح روزے کی حالت میں آنکھ، کان اور زبان کو گناہوں سے محفوظ رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ اسی طرح دیگر اعضا کو بھی ایسے افعال سے باز رکھنا ضروری ہے، جو گناہ ہوں یا گناہ کا سبب بنیں جیسے کسی کو ہاتھ پاؤں سے تکلیف دی جائے، ہاتھوں سے کم تولا جائے، کم ناپا جائے، کسی کا مال چرایا جائے، کسی کی جانب غلط اشارہ کیا جائے، ہاتھ پاؤں سے کسی کی نقل اتاری جائے۔

اسلام ایک انسانی اور آفاقی مذہب ہے، اس میں احترام انسانیت اور سماجی وملکی امن وسلامتی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اس لیے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں‘‘۔ بلا شبہ حسن اخلاق اور بلند کردار وعمل سے دوسروں کا دل جیت لینا حج اکبر ہے۔ روزہ دار کو ان تمام چیزوں پر بطور خاص توجہ دینا چاہیے۔ روزے کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ مومن تقویٰ شعار انسان بن جائے۔ صرف روزہ رکھ لینے، زکوٰۃ دے دینے اور نماز وحج کی ادائیگی سے متقی نہیں ہوسکتا۔ ایک بندۂ مومن کی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اس کی پوری زندگی اسلام کے سانچے میں ڈھل جائے۔ وہ اپنی نقل وحرکت، وضع قطع اور کردار وعمل سے ایک کامل مسلمان نظر آئے اور اس کی پیشانی سے نور اسلام کی شعاعیں دیکھ کر لوگ کہیں کہ یہ مسلمان ہے۔ (۱)

☆ (۵) رزق حلال اور کم خوری:

ایام رمضان میں یہ دونوں چیزیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ ایک انسان روزہ رکھتا ہے اور دن میں حکم الٰہی کے مطابق رزق حلال کی جانب نظر اٹھا

---

(۱) ملخصاً، ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، ستمبر ۲۰۰۹ء، ص: ۳۳ / ۳۴۔

کر بھی نہیں دیکھتا اور اگر افطار رزق حرام سے کرتا ہے تو اس روزہ دار کے لیے کتنا وبال ہے، اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے، بقول امام غزالی:

''ایسے روزہ دار کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص محل بنائے، لیکن شہر کو منہدم کر دے، اس لیے کہ حلال کھانے کی کثرت بھی مضر ہوتی ہے اور روزہ اس کی کمی کے لیے ہوتا ہے، حرام کھانا ایک زہر ہے، جو دین کو ہلاک کرتا ہے اور حلال ایک دوا ہے کہ اس کا کم کھانا مفید اور زیادہ کھانا مضر ہے، روزے کا مقصد حلال کی کمی ہے''۔

افطار کے وقت حرام کھانا بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی انسان نے دوا نہ کھا کر زہر ہی کھا لیا، اس سے اس کے دین کی بنیاد ہی متزلزل ہو جائے گی۔ روزہ رکھنے کا نفع اور زیادہ کھانے کا ضرر تو بعد کی بحث ہے۔

اب ہم اس ضمن میں یہ لکھ دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ایام رمضان میں ایک اسلامی معاشرہ کا نظام اکل وشرب بدل جاتا ہے۔ پورے دن قسم قسم کے کھانوں کی تیاریاں ہوتی ہیں، انتہائی لذیذ مشروبات تیار کیے جاتے ہیں، پر تکلف افطار پارٹیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے، گھروں میں طاقت ور غذاؤں کی فراوانی ہو جاتی ہے۔ عام طور پر رات کا وقت کھانے پینے میں گزرتا ہے اور دن بھر کھٹی کھٹی ڈکاروں سے روزہ مکروہ بنا دیا جاتا ہے۔

اگر آپ میری باتوں سے اتفاق کرتے ہیں تو ذرا اس رخ پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے، کیا واقعی ہم روزے کے حقیقی مقصد کو حاصل کر رہے ہیں؟۔ روزے کا بنیادی نشانہ روحانی بالیدگی، نفس کشی اور کم خوری تھا، کیا یہ حاصل ہو رہا ہے؟ نہیں۔ بلکہ اس کے برخلاف دیکھا جاتا ہے، عام دنوں سے زیادہ ان ایام میں نفس کو توانائی حاصل ہوتی ہے، اس طرح ہم لوگ روحانی

بالیدگی کے بجائے شیطانی بالیدگی کی راہ پر چل رہے ہیں۔

کھانے پینے کی لذیذ و مفید غذائیں یقیناً اللہ کی نعمت ہیں مگر ان کا بے جا استعمال روح رمضان کے لیے زہر قاتل ہے، یہی وجہ ہے کہ ایام رمضان میں آج کل بہت ساری نئی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں، بڑے بڑے شہروں میں رات رات بھر ہوٹلوں میں بسیار خوری کے مناظر دیکھے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح رات رات بھر خواتین بھی مارکیٹ میں خرید و فروخت میں مصروف نظر آتی ہیں، جہاں بے پردگی کے حیا سوز مناظر اور نظر بازی کی گلکاریاں بھی پوری فراوانی کے ساتھ دیکھی جا سکتی ہیں۔

ذرا آپ دلوں پر ہاتھ رکھ کر سوچیے، کیا ماہ رمضان کی برکات حاصل کرنے کے یہی طریقے ہیں؟، کیا ہم لوگ اسی طرح رمضان المبارک میں رضائے مولیٰ حاصل کر سکتے ہیں؟، کیا ان خرافات کو ترک کیے بغیر ہم تقوی و پرہیز گاری کی منزل حاصل کر سکتے ہیں؟۔ نہیں ہر گز نہیں۔

اور ان حالات میں انتہائی افسوس ناک پہلو یہ بھی ہے کہ ہمارے علما بھی چندہ وصول کر کے عشرت کدوں میں بیٹھے ہوئے سیٹھوں کی بے جا تعریفوں میں وقت ضائع کرتے ہیں اور انہیں گناہوں پر دلیر بناتے ہیں۔ اے کاش! ہمارے علما اس ماہ مبارک میں بھی ایک بے لوث داعی حق کا کردار ادا کرتے تو دوہرے ثواب کے مستحق ہوتے۔ (۱)

☆ (۶) روزہ دار کو ہر وقت خشیت الٰہی سے لرزاں رہنا چاہیے:

افطار کے بعد بھی روزہ دار کو امید و خوف سے بے نیاز نہیں رہنا چاہیے، معلوم نہیں یہ روزہ بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوا یا نہیں ہوا، بلکہ ہمیشہ ایک مسلمان کو یہ

(۱) ملخصاً، ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، ستمبر ۲۰۰۹ء، ص: ۳۴۔

تصور رکھنا چاہیے ممکن ہے میں ان لوگوں میں سے ہوں جن سے اللہ راضی ہے اور اس کے ساتھ ہر وقت خشیت الٰہی سے بھی لرزاں و ترساں رہنا چاہیے۔ (۱)

(۲) ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، ستمبر ۲۰۰۹ء، ص: ۳۴۔

ماہ رمضان کے فضائل

۞ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ''۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں کس دیا جاتا ہے''۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَاب، وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَاب، وَيُنَادِي مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذَلِك كُلُّ لَيْلَةٍ''۔ (۲)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیطان اور سرکش جن جکڑ دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، ان میں سے

---

(۱) بخاری، کتاب بدوء الخلق، باب صفة ابلیس و جنوده، رقم الحدیث: ۳۲۷۷۔

(۲) ترمذی، کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان، رقم الحدیث: ۶۸۲۔

کوئی بھی دروازہ کھولا نہیں جاتا، اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی بھی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے: اے بھلائی کے طلب گار! آگے بڑھ، اور اے برائی کے طلب گار! رک جا۔ اور اللہ کی طرف سے بندے آگ سے آزاد کیے جاتے ہیں، اور ایسا رمضان کی ہر رات کو ہوتا ہے"۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ، فَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَتُغَلُّ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ، لِلَّهِ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ"۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "رمضان کا مبارک مہینہ تمہارے پاس آ چکا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کر دیے ہیں، اس ماہ میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور سرکش شیاطین کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں، اور اس ماہ میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس کے خیر سے محروم رہا تو وہ بس محروم ہی رہا"۔

رمضان المبارک کی یہ لاجواب خصوصیت ہے کہ یہ بابرکت مہینہ شروع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور انسانوں کو گناہ پر ابھارنے والے شیاطین زنجیروں سے جکڑ دیے جاتے ہیں۔ جنت کے دروازے کھولنے کا مطلب یہ ہے کہ اس ماہ میں اللہ تعالی کی رحمت و برکت کثرت سے نازل ہوتی ہیں، دعائیں قبول ہوتی ہیں اور

---

(۱) نسائی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی معمر فیہ، رقم الحدیث: ۲۱۰۸۔

لوگوں کو کوا یسے اعمال کے بجا آوری کی توفیق ہوتی ہیں جو باعث دخول جنت ہے اور جہنم کے دروازے بند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ ایسے امور سے باز آجاتے ہیں جو باعث دخول جہنم ہے اور شیاطین کو قید کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس ماہ میں شیاطین لوگوں کو گمراہ کرنے، وسوسہ ڈالنے سے باز رہتے ہیں۔ اور یہ بات رمضان شریف میں دیکھنے میں آتی ہے کہ اس ماہ میں مسجدیں مصلیوں سے بھر جاتی ہیں اور مسلمان عام مہینوں کی بنسبت اس مقدس مہینہ میں کثرت سے ذکر، تلاوت، تسبیح، تہلیل اور عبادات میں مصروف ہو جاتے ہیں اور بے حیائی، فسق و فجور، کذب وفریب میں بہت حد تک کمی ہو جاتی ہے۔

رمضان گناہوں کی بخشش کا ذریعہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنّ رَسُولَ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقُولُ: ’’الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمْعَةُ إِلَى الْجُمْعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ‘‘۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ’’جب انسان کبیرہ گناہوں سے اجتناب کر رہا ہو تو پانچ نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک، درمیان کے عرصے میں ہونے والے گناہوں کو مٹانے کا سبب ہیں‘‘۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ’’ذَاكِرُ اللهِ فِي رَمَضَانَ مَغْفُورٌ لَهُ، وَسَائِلُ اللهِ فِيهِ لَا يَخِيبُ‘‘۔ (۲)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

---

(۱) مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلواۃ الخمس و الجمعۃ الخ، رقم الحدیث ۵۵۲۔

(۲) شعب الایمان، ج:۳، ص:۳۳۵، فضائل شھر رمضان، رقم الحدیث:۳۶۲۷۔

علیہ وسلم نے فرمایا: ''ماہ رمضان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخش دیا جاتا ہے اور اس ماہ میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والے کو نامراد نہیں کیا جاتا''۔

لہٰذا اس مقدس و بابرکت مہینہ میں ذکر و اذکار کثرت سے کریں اور بخشش و مغفرت کی دعا کریں، اللہ پاک بخشنے والا مہربان ہے۔

رمضان میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلَ رَمَضَانُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ، وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ''۔ (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رمضان آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم پر یہ مہینہ آ گیا اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا وہ ہر طرح کے بھلائی سے محروم رہا، اور اس کی بھلائی سے محروم وہی رہے گا جو واقعی محروم ہو''۔

رمضان کی رات میں کچھ لوگ جہنم سے آزاد کیے جاتے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''إِنَّ لِلّٰهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءَ وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ''۔ (۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر افطار کے وقت کچھ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور یہ رمضان کی ہر رات کو ہوتا ہے''۔

---

(۱) ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان، رقم الحدیث: ۱۶۴۴۔

(۲) ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان، رقم الحدیث: ۱۶۴۳۔

رمضان رحمت وبرکت کامہینہ:

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْغِفَارِيِّ رضی الله عنه، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی الله علیه واله وسلم ذَاتَ يَوْمٍ وَأَهَلَّ رَمَضَانُ، فَقَالَ: ''لَوْ يَعْلَمُ الْعِبَادُ مَا رَمَضَانُ لَتَمَنَّتْ أُمَّتِي أَنْ يَكُونَ السَّنَةَ كُلَّهَا''۔ (۱)

حضرت ابومسعود غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رمضان کا مہینہ شروع ہو چکا تھا کہ ایک دن انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اگر لوگوں کو رمضان کی رحمتوں اور برکتوں کا علم ہوتا تو میری امت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو۔

رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنّ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، يُقَالُ لَهَا: أُمُّ سِنَانٍ: مَا مَنَعَكِ أَنْ تَكُونِي حَجَجْتِ مَعَنَا؟، قَالَتْ: نَاضِحَانِ كَانَا لِأَبِي فُلَانٍ زَوْجِهَا، حَجَّ هُوَ وَابْنُهُ عَلَى أَحَدِهِمَا، وَكَانَ الْآخَرُ يَسْقِي عَلَيْهِ غُلَامُنَا، قَالَ: '' فَعُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي''۔ (۲)

وفی روایة البخاری: ''فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِي فِيهِ، فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ''۔ (۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک انصاری عورت جسے ام سنان کہا جاتا تھا سے کہا: تمہیں

---

(۱) شعب الایمان، ج:۳، ص: ۳۱۳، فضائل شهر رمضان، رقم الحدیث: ۳۶۳۴۔

(۲) مسلم، کتاب الحج، باب فضل العمرة فی رمضان، رقم الحدیث: ۳۰۳۹۔

(۳) بخاری، کتاب العمرة، باب عمرة فی رمضان، رقم الحدیث: ۱۷۸۲۔

کس بات نے روکا کہ تم ہمارے ساتھ حج کرتیں؟۔اس نے کہا: ابوفلاں (یعنی اس کے خاوند) کے پاس پانی ڈھونے والے دو اونٹ تھے ایک پر اس نے اور اس کے بیٹے نے حج کیا اور دوسرے پر ہمارا غلام پانی ڈھوتا تھا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رمضان المبارک میں عمرہ کرنا ایک حج یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے''۔

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رمضان آئے تو عمرہ کر لینا کیوں کہ رمضان میں عمرہ کرنا ایک حج کے برابر ہوتا ہے''۔

ماہ رمضان میں سخاوت کی فضیلت:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا، قَالَ: ''كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ''۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرائیل علیہ السلام کی ملاقات ہوتی تو آپ کی سخاوت اور بھی بڑھ جایا کرتی تھی۔ جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتے۔اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر و بھلائی کے معاملے میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے''۔

---

(۱) بخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی، رقم الحدیث: ۳۵۵۴۔

عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبّاسٍ كَانَ يَقُولُ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ، حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامِ، أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ"۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی آدمی تھے، اور رمضان میں جس وقت جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور زیادہ سخی ہو جاتے تھے، جبرائیل علیہ السلام آپ سے ماہ رمضان میں ہر رات ملاقات کرتے اور قرآن کا دور کراتے تھے۔ راوی کہتے ہیں: جس وقت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیز چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوجاتے تھے''۔

(۱) نسائی، کتاب الصیام، باب الفضل و الجود فی شھر رمضان، رقم الحدیث: ۲۰۹۷۔

ماہ رمضان کے روزوں کے فضائل

روزہ مغفرت کا ذریعہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“۔ (۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے رمضان کے روزے ایمان اور خالص نیت کے ساتھ رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دیے گئے“۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ”مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“۔ (۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کوئی شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی نیت سے عبادت میں کھڑا ہو اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے“۔

---

(۱) بخاری، کتاب الایمان، باب صوم رمضان احتسابا من الایمان، رقم الحدیث: ۳۸۔

(۲) بخاری، کتاب الصوم، باب من صام رمضان ایمانا الخ، رقم الحدیث: ۱۹۰۱۔

روزہ دار کے منہ کی بو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ، وَلَا يَجْهَلْ، وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، يَتْرُكُ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ، وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي الصِّيَامُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا"۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روزہ دوزخ سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے اس لیے روزہ دار نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں، یہ الفاظ دو مرتبہ کہہ دے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لیے چھوڑ دیتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور دوسری نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی کے دس گنا ہوتا ہے''۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ: "كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ، إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلْفَةُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ"۔ (۲)

---

(۱) بخاری، کتاب الصوم، باب فضل الصوم، رقم الحدیث: ۱۸۹۴۔

(۱) مسلم، کتاب الصیام، باب فی فضل الصیام، رقم الحدیث: ۲۷۰۴۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا، اللہ عزوجل نے فرمایا: ''ابن آدم کے تمام اعمال اس کے لیے ہیں سوائے روزے کے، وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے''۔

روزہ جنت میں داخلہ کا ذریعہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا، جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ، إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، قَالَ: '' تَعْبُدُ اللهَ، لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ، وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا شَيْئًا أَبَدًا، وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ، فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا''۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتایئے کہ جب میں اس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ''تم اللہ کی بندگی کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو جو تم پر لکھ دی گئی ہے، فرض زکاۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ وہ کہنے لگا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نہ کبھی اس پر کسی چیز کا اضافہ کروں گا اور نہ اس میں کمی کروں گا۔ جب وہ واپس جانے لگا تو نبی اکریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی جنتی کو دیکھنا پسند کرے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے''۔

(۱) بخاری، کتاب الایمان، باب بیان الایمان الخ، رقم الحدیث: ۱۰۷۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: نُهِينَا فِي الْقُرْآنِ أَنْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ، فَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ الْعَاقِلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَيَسْأَلَهُ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَتَانَا رَسُولُكَ، فَأَخْبَرَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَرْسَلَكَ، قَالَ: صَدَقَ، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ قَالَ اللهُ، قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟ قَالَ: اللهُ، قَالَ: فَمَنْ نَصَبَ فِيهَا الْجِبَالَ؟ قَالَ: اللهُ، قَالَ: فَمَنْ جَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ؟ قَالَ: اللهُ، قَالَ: فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ، وَنَصَبَ فِيهَا الْجِبَالَ، وَجَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ آللهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، قَالَ: صَدَقَ، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللهُ أَمَرَكَ بِهَذَا، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةَ أَمْوَالِنَا، قَالَ: صَدَقَ، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللهُ أَمَرَكَ بِهَذَا، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي كُلِّ سَنَةٍ، قَالَ: صَدَقَ، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ اللهُ أَمَرَكَ بِهَذَا، قَالَ: نَعَم، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا الْحَجَّ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، قَالَ: صَدَقَ، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللهُ أَمَرَكَ بِهَذَا، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِيدَنَّ عَلَيْهِنَّ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ"۔ (١)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمیں قرآن کریم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لایعنی بات پوچھنے سے منع کیا گیا تھا، تو ہمیں یہ بات اچھی لگتی کہ دیہاتیوں میں سے کوئی عقلمند شخص آئے، اور آپ سے نئی نئی باتیں پوچھے، چنانچہ ایک دیہاتی آیا، اور کہنے لگا: اے محمد! ہمارے پاس آپ کا قاصد آیا اور اس نے ہمیں بتایا کہ آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس

(١) نسائی، کتاب الصیام، باب وجوب الصیام، رقم الحدیث: ٢٠٩٣۔

نے سچ کہا، اس نے پوچھا: آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ آپ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے۔ پھر اس نے پوچھا: زمین کو کس نے پیدا کیا؟ آپ نے کہا: اللہ نے۔ پھر اس نے پوچھا: اس میں پہاڑ کو کس نے نصب کیے ہیں؟ آپ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے۔ پھر اس نے پوچھا: اس میں نفع بخش چیزیں کس نے بنائیں؟ آپ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے۔ پھر اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا، اور اس میں پہاڑ نصب کیے، اور اس میں نفع بخش چیزیں بنائیں کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے؟ آپ نے کہا: ہاں۔ پھر اس نے کہا: اور آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ ہمارے اوپر ہر روز دن اور رات میں پانچ وقت کی نماز فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: اس نے سچ کہا۔

تو اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان نمازوں کا حکم دیا ہے؟ آپ نے کہا: ہاں۔ پھر اس نے کہا: آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ ہم پر اپنے مالوں کی زکاۃ فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: اس نے سچ کہا۔ پھر اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا! کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے؟ آپ نے کہا: ہاں۔ پھر اس نے کہا: آپ کے قاصد نے کہا ہے: ہم پر ہر سال ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں، آپ نے کہا: اس نے سچ کہا۔ پھر اس نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان دنوں کے روزوں کا حکم دیا ہے؟ آپ نے کہا: ہاں۔ پھر اس نے کہا: آپ کے قاصد نے کہا ہے: ہم میں سے جو کعبہ تک جانے کی طاقت رکھتے ہوں، ان پر حج فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: اس نے سچ کہا۔ اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، تو اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ پھر فرمایا: میں ہرگز نہ اس میں کچھ

بڑھاؤں گا اور نہ گھٹاؤں گا، جب وہ لوٹا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر اس نے سچ کہا ہے تو یہ ضرور جنت میں داخل ہوگا''۔

روزہ دار کے لیے جنت میں داخلہ کا مخصوص دروازہ:

عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا، يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ''۔ (۱)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں قیامت کے دن اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، ان کے سوا اور کوئی اس میں سے نہیں داخل ہوگا، پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہوجائیں گے ان کے سوا اس سے اور کوئی نہیں اندر جانے پائے گا اور جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو یہ دروازہ بند کردیا جائے گا پھر اس سے کوئی اندر نہ جاسکے گا''۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ''إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا، يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ يُدْعَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَمَنْ كَانَ مِنَ الصَّائِمِينَ دَخَلَهُ، وَمَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا''۔ (۲)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے، قیامت کے دن پکارا جائے گا، کہا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں؟ تو جو روزہ داروں میں سے ہوگا وہ

---

(۱) بخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، رقم الحدیث: ۱۸۹۶۔

(۲) ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل الصیام، رقم الحدیث: ۱۶۴۰۔

اس دروازے سے داخل ہوگا اور جو اس میں داخل ہوگا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا‘‘۔

روزہ درجات کی بلندی کا ذریعہ:

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ بَلِيٍّ قَدِمَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِسْلَامُهُمَا جَمِيعًا فَكَانَ أَحَدُهُمَا أَشَدَّ اجْتِهَادًا مِنَ الْآخَرِ فَغَزَا الْمُجْتَهِدُ مِنْهُمَا فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ مَكَثَ الْآخَرُ بَعْدَهُ سَنَةً ثُمَّ تُوُفِّيَ قَالَ طَلْحَةُ: فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ، إِذَا أَنَا بِهِمَا فَخَرَجَ خَارِجٌ مِنَ الْجَنَّةِ، فَأَذِنَ لِلَّذِي تُوُفِّيَ الْآخِرَ مِنْهُمَا ثُمَّ خَرَجَ فَأَذِنَ لِلَّذِي اسْتُشْهِدَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ: ارْجِعْ فَإِنَّك لَمْ يَأْنِ لَك بَعْدُ فَأَصْبَحَ طَلْحَةُ يُحَدِّثُ بِهِ النَّاسَ فَعَجِبُوا لِذَلِك فَبَلَغَ ذَلِك رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثُوهُ الْحَدِيثَ، فَقَالَ: مِنْ أَيِّ ذَلِك تَعْجَبُونَ؟ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا كَانَ أَشَدَّ الرَّجُلَيْنِ اجْتِهَادًا ثُمَّ اسْتُشْهِدَ وَدَخَلَ هَذَا الْآخِرُ الْجَنَّةَ قَبْلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَيْسَ قَدْ مَكَثَ هَذَا بَعْدَهُ سَنَةً، قَالُوا: بَلَى، قَالَ: وَأَدْرَك رَمَضَانَ فَصَامَ وَصَلَّى كَذَا وَكَذَا مِنْ سَجْدَةٍ فِي السَّنَةِ، قَالُوا: بَلَى، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”فَمَا بَيْنَهُمَا أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ“۔(۱)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دور دراز کے دو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ دونوں ایک ساتھ اسلام لائے تھے، ان میں ایک دوسرے بڑھ کر جد وجہد اور عبادت و ریاضت کرتا تھا یہ زیادہ عبادت کرنے والا جنگ میں شریک ہوا اور شہید ہوگیا۔ دوسرا شخص اس کے ایک سال بعد تک زندہ رہا، اس کے بعد وہ بھی انتقال کرگیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا: میں جنت کے

(۱) ابن ماجہ، کتاب تعبیر الرؤیا، باب تعبیر الرؤیا، رقم الحدیث: ۳۹۲۵۔

دروازے پر کھڑا ہوں، اتنے میں وہ دونوں شخص نظر آئے اور جنت کے اندر سے ایک شخص نکلا اور اس شخص کو اندر جانے کی اجازت دی جس کا انتقال آخر میں ہوا تھا، پھر دوسری بار نکلا اور اس کو اجازت دی جو شہید کر دیا گیا تھا، اس کے بعد اس شخص نے میرے پاس آ کر کہا: تم واپس چلے جاؤ، ابھی تمہارا وقت نہیں آیا۔ صبح اٹھ کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے خواب بیان کرنے لگے تو لوگوں نے بڑی حیرت ظاہر کی، پھر خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، اور لوگوں نے یہ سارا قصہ اور واقعہ آپ سے بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کس بات پر تعجب ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! پہلا شخص نہایت عبادت گزار تھا، پھر وہ شہید بھی کر دیا گیا، اور یہ دوسرا اس سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا!۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ اس کے بعد ایک سال مزید زندہ نہیں رہا؟۔ لوگوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، ضرور زندہ رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال میں تو اس نے رمضان کا مہینہ پایا، روزے رکھے، اور سال بھر اتنے اتنے سجدے کئے (یعنی نمازیں ادا کیں) کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟۔ لوگوں نے عرض کیا: یہ تو ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسی وجہ سے ان دونوں کے درجوں میں زمین و آسمان کے فاصلہ سے بھی زیادہ دوری ہے“۔

۞ روزے دار کی دعا رد نہیں کی جاتی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: الصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ، وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللهُ فَوْقَ الْغَمَامِ، وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ، وَيَقُولُ الرَّبُّ: وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ“۔ (۱)

---

(۱) سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم الحدیث: ۳۵۹۸۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین لوگ ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی: ایک روزہ دار، جب تک کہ روزہ نہ کھول لے، دوسرے امام عادل، اور تیسرے مظلوم، اس کی دعا اللہ بدلیوں سے اوپر تک پہنچا تا ہے، اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور رب کہتا ہے: میری عزت وجلال کی قسم! میں تیری مدد ضرور کروں گا، بھلے کچھ مدت کے بعد ہی کیوں نہ ہو“۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَالصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللهُ دُونَ الْغَمَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيَقُولُ: بِعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ“۔(١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین آدمیوں کی دعا رد نہیں کی جاتی: ایک تو عادل امام کی، دوسرے روزہ دار کی یہاں تک کہ روزہ کھولے، تیسرے مظلوم کی، اللہ تعالیٰ اس کی دعا قیامت کے دن بادل سے اوپر اٹھائے گا، اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جائیں گے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میں تمہاری مدد ضرور کروں گا گرچہ کچھ زمانہ کے بعد ہو“۔

محترم قارئین! روزہ کی اس قدر فضیلت کے مندرجہ ذیل یہ چند اسباب وعلل ہیں:۔

سبب اول: روزہ لوگوں سے مخفی (پوشیدہ) رہتا ہے اسے اللہ تبارک و تعالی کے سوا کوئی نہیں جان سکتا جب کہ دوسرے عبادات کا یہ حال نہیں ہے، اسی

---

(١) ابن ماجه، كتاب الصيام، باب في الصائم لا ترد دعوته، رقم الحديث: ١٧٥٢۔

لیے اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا''۔

سبب ثانی: روزے میں بھوک، پیاس اور دیگر خواہشات نفسانی پر صبر کرنا پڑتا ہے جب کہ دوسری عبادتوں میں اس قدر مشقت صبر و برداست اور نفس کشی نہیں ہے۔

سبب ثالث: روزہ میں ریا اور نام ونمود کا عمل داخل نہیں ہوتا جب کہ دیگر ظاہری عبادات مثلاً نماز، حج، زکوٰۃ وغیرہ میں ریا اور نام ونمود کا شائبہ ہوسکتا ہے۔

سبب رابع: جزاے صبر کی کوئی حد نہیں اس لیے رمضان کے روزوں کی جزا کو بے حد قرار دیتے ہوئے اللہ تبارک وتعالی نے اس کو اپنی طرف منسوب کیا کہ اس کی جزا میں دوں گا۔

سبب خامس: روزہ انسان کو ایسی عظیم خوبی سے ہمکنار کرتا ہے جس کی وجہ سے انسان حرام چیزوں سے اجتناب کرسکتا ہے اور ان سے بچ کر یہ درس سیکھ لیتا ہے کہ اگر میرے لیے وقتی طور پر حرام اشیا سے پرہیز کرنا آسان ہے تو مستقل طور پر بھی حرام چیزوں سے بچنا کوئی مشکل نہیں۔

رویت ہلال

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ، أَنّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ”الشَّھْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَیْلَةً، فَلَا تَصُومُوا حَتّٰی تَرَوْہُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَأَکْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِینَ“۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مہینہ کبھی انتیس راتوں کا بھی ہوتا ہے اس لیے انتیس پورے ہوجانے پر جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ شروع کرو اور اگر بادل ہوجائے تو تیس دن کا شمار پورا کرلو“۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِینَارٍ، أَنَّہُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ”الشَّھْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَیْلَةً، لَا تَصُومُوا حَتّٰی تَرَوْہُ، وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰی تَرَوْہُ، إِلَّا أَنْ یُغَمَّ عَلَیْکُمْ، فَإِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاقْدِرُوا لَہُ“۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا: رسول اللہ نے فرمایا: ”مہینہ انتیس راتوں کا بھی ہوتا ہے، چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور اسے دیکھے بغیر روزے ختم نہ کرو مگر یہ کہ تم پر بادل چھا جائیں، اگر تم پر بادل چھا جائیں تو اس مہینے کی گنتی پوری کرو“۔

(۱) بخاری، کتاب الصوم باب قول النبی اذا رایتم الھلال الخ، رقم الحدیث: ۱۹۰۷۔

(۲) مسلم، کتاب الصیام، باب وجوب صوم رمضان الخ، ررقم الحدیث: ۲۵۰۵۔

حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی رضوی رحمۃ اللہ علیہ بہار شریعت میں بحوالۂ عالمگیری نقل فرماتے ہیں:

''شعبان کی انتیس کو شام کے وقت چاند دیکھیں، دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں، ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کا مہینہ شروع کریں''۔(۱)

پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ:

پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے۔

(۱) شعبان۔

(۲) رمضان۔

(۳) شوال۔

(۴) ذیقعدہ۔

(۵) ذی الحجہ۔

شعبان کا اس لیے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت ابر یا غبار ہو تو تیس پورے کر کے رمضان شروع کریں۔ اور رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے۔ اور شوال کا روزہ ختم کرنے کے لیے۔ اور ذیقعدہ کا ذی الحجہ کے لیے۔ اور ذی الحجہ کا بقر عید کے لیے۔(۲)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''۲۹؍شعبان کو غروب آفتاب کے بعد ہلال رمضان کی تلاش فرض کفایہ ہے۔ فرض کفایہ یعنی سب ترک کریں تو سب گناہگار

(۱) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۷۵، چاند دیکھنے کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۲) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۷۴، چاند دیکھنے کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

اور بعض بقدر کفایت کریں تو سب پر سے اتر جائے۔ اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ شاید شعبان ۲۹ کا ہو جائے تو کل سے رمضان ہے۔ اگر چاند کا خیال نہ کیا تو عجب نہیں کہ ہو جائے اور یہ بے خبر رہیں، تو کل شعبان سمجھ کر ناحق رمضان کا روزہ جائے۔

یوں ہی ۲۹/ رمضان کو ہلال عید کی۔ اگر چاند ہو گیا اور نہ دیکھا تو نادانستہ عید کے دین روزۂ حرام میں مبتلا ہوں گے۔ یہ یوں ضروری ہو کہ حج و نماز عید و قربانی و تکبیرات تشریق کے اوقات جاننے اسی پر موقوف ہیں، تو اس کی تلاش عام لوگوں پر واجب کفایہ ہونی چاہیے اور اہل موسم پر فرض کفایہ کہ وہاں بے خیالی میں چاند ۲۹/ کا ہوگی اور بنا رکھا ۳۰/ کا، تو وقوف عرفہ کہ حج کا فرض اعظم و رکن اکبر ہے، اپنے وقت سے باہر یوم النحر میں واقع ہوگا اور عام لوگوں کو کسی فرض میں خلل کا اندیشہ نہیں، پر واجبات میں دقت آئے گی، مثلاً کسی ضرورت سے نماز عید کی تاخیر بارہویں تک چاہی تو یہ جسے بارھویں سجھے ہیں وہ تیرھویں ہے۔ اور ایام نماز کہ ایام نحر تھے گزر چکے، نماز بے وقت ہوئی، بہت لوگ بارھویں کو قربانی کرتے ہیں ان کی قربانیاں بے وقت ہونگی، عرفہ کی صبح سے ہر نماز کے بعد تکبیر واجب ہوتی ہے، واقع میں جو عرفہ ہے یہ اسے آٹھویں جان کو تکبیریں نہ کہیں گے۔

۲۹/ رجب کو ہلال شعبان، ۲۹ شوال کو ہلال ذیقعدہ کی بھی تلاش کریں۔ ہلال شعبان کی تلاش کا حکم خود حدیث میں ہے، حکمت اس میں یہ ہے کہ جب رمضان کا چاند بوجہ ابر نظر نہیں آتا

تو حکم ہے کہ شعبان کی گنتی تیس پوری کر لیں جب شعبان کا چاند بہ تحقق نہ معلوم ہوگا تو اس کی گنتی پر کیا یقین ہو سکے گا۔ یوں ہی اگر ذی الحجہ کا چاند نظر نہ آئے تو ذیقعدہ کی گنتی تیس رکھیں گے، اور وہی بات یہاں پیش آئے گی''۔(۱)

۞ رویت ہلال کی دعائیں:

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ:''اللَّهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ''۔(۲)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تھے تو کہتے تھے: ''اللَّهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ''۔ اے اللہ! مبارک کر ہمیں یہ چاند، برکت اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ، اے چاند! میرا اور تمہارا رب اللہ ہے۔

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ، قَالَ:''هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، آمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ'' ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُولُ: ''الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا، وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا''۔(۳)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تو فرماتے: ''هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، هِلَالُ

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰، ص:۴۴۹-۴۵۱، ط: برکات رضا، گجرات۔

(۲) ترمذی، کتاب الدعوات، باب مایقول عند رویۃ الھلال، رقم الحدیث: ۳۴۵۲۔

(۳) ابی داود، ابواب النوم، باب مایقول الرجل اذا رای الھلال، رقم الحدیث: ۵۰۹۲۔

خَيْرٍ وَرُشْدٍ، هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، آمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ‘‘۔ یہ خیر ورشد کا چاند ہے، یہ خیر ورشد کا چاند ہے، یہ خیر ورشد کا چاند ہے، میں ایمان لایا اس پر جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ یہ تین مرتبہ فرماتے، پھر فرماتے: ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا، وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا‘‘۔ شکر ہے اس اللہ کا جو فلاں مہینہ لے گیا اور فلاں مہینہ لے آیا۔

مسائل رویت ہلال

مسئلہ: کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا مگر اس کی گواہی کسی وجہ شرعی سے رد کر دی گئی مثلاً فاسق ہے یا عید کا چاند اس نے تنہا دیکھا تو اسے حکم ہے کہ روزہ رکھے، اگر چہ اپنے آپ عید کا چاند دیکھ لیا ہے اور اس روزہ کو توڑنا جائز نہیں، مگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں۔ اور اس صورت میں اگر رمضان کا چاند تھا اور اُس نے اپنے حسابوں میں روزے پورے کیے، مگر عید کے چاند کے وقت پھر ابر یا غبار ہے تو اسے بھی ایک دن اور رکھنے کا حکم ہے۔ (۱)

مسئلہ: تنہا اس نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا پھر روزہ توڑ دیا یا قاضی کے یہاں گواہی بھی دی تھی اور ابھی اس نے اس کی گواہی پر حکم نہیں دیا تھا کہ اس نے روزہ توڑ دیا تو بھی کفارہ لازم نہیں، صرف اس روزہ کی قضا دے اور اگر قاضی نے اُس کی گواہی قبول کر لی، اس کے بعد اس نے روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم ہے اگر چہ یہ فاسق ہو۔ (۲)

مسئلہ: جہاں قاضی شرع نہ ہو تو مفتی اسلام اس کا قائم مقام ہے، جب کہ تمام اہل شہر سے علم فقہ میں زائد ہو، اس کے حضور گواہی دیں۔ (۳)

مسئلہ: جو شخص علم ہیئت جانتا ہے، اس کا اپنے علم ہیئت کے ذریعہ سے کہہ دینا کہ آج چاند ہوا یا نہیں ہوا کوئی چیز نہیں اگر چہ وہ عادل ہو۔ عادل ہونے

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۷۵، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۷۵، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰، ص:۴۰۶، رسالہ: طرق اثبات الہلال، ب: برکات رضا، گجرات۔

کے معنیٰ یہ ہیں کہ کم سے کم متقی ہو یعنی کبائر گناہ سے بچتا ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو مثلاً بازار میں کھانا۔ (۱)

مسئلہ: جس کے پاس رمضان کے چاند کی شہادت گزری، اسے یہ ضرور نہیں کہ گواہ سے دریافت کرے تم نے کہاں سے دیکھا اور وہ کس طرف تھا اور کتنے اونچے پر تھا وغیرہ وغیرہ۔ مگر جب کہ اس کا بیان مشتبہ ہو تو سوالات کرے خصوصاً عید میں کہ لوگ خواہ مخواہ اس کا چاند دیکھ لیتے ہیں۔ (۲)

مسئلہ: تنہا امام (بادشاہ اسلام) یا قاضی نے چاند دیکھا تو اسے اختیار ہے، خواہ خود ہی روزہ رکھنے کا حکم دے یا کسی کو شہادت لینے کے لیے مقرر کرے اور اس کے پاس شہادت ادا کرے۔ (۳)

مسئلہ: گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس گواہی دے تو گاؤں والوں کو جمع کر کے شہادت ادا کرے اور اگر یہ عادل ہے تو لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ (۴)

مسئلہ: کسی نے خود تو چاند نہیں دیکھا، مگر دیکھنے والے نے اپنی شہادت کا گواہ بنایا تو اس کی شہادت کا وہی حکم ہے جو چاند دیکھنے والے کی گواہی کا ہے، جب کہ شہادۃ علی الشہادۃ کے تمام شرائط پائے جائیں۔ (۵)

مسئلہ: اگر مطلع صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہوسکتا، رہا یہ کہ اس کے لیے کتنے لوگ چاہیے یہ قاضی کے متعلق

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۷۵، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۷۶، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۷۶، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۷۶، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۵) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۷۷، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔

ہے، جتنے گواہوں سے اسے غالب گمان ہو جائے حکم دیدے گا، مگر جب کہ بیرون شہر یا بلند جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرتا ہے تو ایک مستور کا قول بھی رمضان کے چاند میں قبول کرلیا جائے گا(۱)۔ مستور یعنی جس کا ظاہر حال مطابق شرع ہے، مگر باطن کا حال معلوم نہیں ، اس کی گواہی بھی غیر رمضان میں قابل قبول نہیں ۔(۲)

مسئلہ: یہاں مطلع صاف تھا، مگر دوسری جگہ ناصاف تھا، وہاں قاضی کے سامنے شہادت گزری، قاضی نے چاند ہونے کا حکم دیا، اب دو یا چند آدمیوں نے یہاں آکر جہاں مطلع صاف تھا، اس بات کی گواہی دی کہ فلاں قاضی کے یہاں دو شخصوں نے فلاں رات میں چاند دیکھنے کی گواہی دی اور اس قاضی نے ہمارے سامنے حکم دے دیا اور دعوے کے شرائط بھی پائے جاتے ہیں تو یہاں کا قاضی بھی ان شہادتوں کی بنا پر حکم دیدے گا۔(۳)

مسئلہ: اگر کچھ لوگ آکر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر شہادت بھی دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے دیکھا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ یا افطار کے لیے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے ناکافی ہیں ۔(۴)

مسئلہ: کسی شہر میں چاند ہوا اور وہاں سے متعدد جماعتیں دوسرے شہر میں آئیں اور سب نے اس کی خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند ہوا ہے اور تمام شہر میں یہ بات مشہور ہے اور وہاں کے لوگوں نے رویت کی بنا پر فلاں دن سے

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۷۷، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۷۶، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۷۷، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۷۷، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔

روزے شروع کیے تو یہاں والوں کے لیے بھی ثبوت ہو گیا۔ (۱)

مسئلہ: رمضان کی چاندرات کو ابر تھا، ایک شخص نے شہادت دی اور اس کی بنا پر روزے کا حکم دے دیا گیا، اب عید کا چاند اگر بوجہ ابر کے نہیں دیکھا گیا تو تیس روزے پورے کر کے عید کر لیں اور اگر مطلع صاف ہے تو عید نہ کریں، مگر جب کہ دو عادلوں کی گواہی سے رمضان ثابت ہوا ہو۔ (۲)

مسئلہ: مطلع ناصاف ہے تو علاوہ رمضان کے شوال و ذی الحجہ بلکہ تمام مہینوں کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب عادل ہوں اور آزاد ہوں اور ان میں کسی پر تہمت زنا کی حد نہ قائم کی گئی ہو، اگرچہ توبہ کر چکا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ گواہی دیتے وقت یہ لفظ کہے میں گواہی دیتا ہوں۔ (۳)

مسئلہ: گاؤں میں دو شخصوں نے عید کا چاند دیکھا اور مطلع ناصاف ہے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس شہادت دیں تو گاؤں والوں سے کہیں، اگر یہ عادل ہوں تو لوگ عید کر لیں۔ (۴)

مسئلہ: تنہا امام (بادشاہ اسلام) یا قاضی نے عید کا چاند دیکھا تو انھیں عید کرنا یا عید کا حکم دینا جائز نہیں۔ (۵)

مسئلہ: انتیسویں رمضان کو کچھ لوگوں نے یہ شہادت دی کہ ہم نے لوگوں سے ایک دن پہلے چاند دیکھا جس کے حساب سے آج تیس ہے تو اگر یہ لوگ یہیں تھے تو اب ان کی گواہی مقبول نہیں کہ وقت پر گواہی کیوں نہ دی اور

---

(۱) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۷۸، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۲) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۷۸، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۳) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۷۸، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۴) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۷۸، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۵) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۷۸، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔

اگر یہاں نہ تھے اور عادل ہوں تو قبول کر لی جائے۔ [۱]

مسئلہ: رمضان کا چاند دکھائی نہ دیا، شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزے شروع کر دیے، اٹھائیس ہی روزے رکھے تھے کہ عید کا چاند ہو گیا تو اگر شعبان کا چاند دیکھ کر تیس دن کا مہینہ قرار دیا تھا تو ایک روزہ رکھیں اور اگر شعبان کا بھی چاند دکھائی نہ دیا تھا، بلکہ رجب کی تیس تاریخیں پوری کر کے شعبان کا مہینہ شروع کیا تو دو روزے قضا کے رکھیں۔ [۲]

مسئلہ: دن میں ہلال دکھائی دیا زوال سے پہلے یا بعد، بہر حال وہ آئندہ رات کا قرار دیا جائے گا یعنی اب جو رات آئے گی اس سے مہینہ شروع ہوگا، تو اگر تیسویں رمضان کے دن میں دیکھا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو یہ دن شعبان کا ہے رمضان کا نہیں لہٰذا آج کا روزہ فرض نہیں۔ [۳]

مسئلہ: ہلال دیکھ کر اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے، اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لیے ہو۔ [۴]

(۱) بہارِ شریعت، ج:۱، ص:۹۷۸، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۲) بہارِ شریعت، ج:۱، ص:۹۷۸، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۳) بہارِ شریعت، ج:۱، ص:۹۷۹، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔
(۴) بہارِ شریعت، ج:۱، ص:۹۸۰، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر بریلی شریف۔

اثبات چاند کے طریقے

ثبوت رویت ہلال کے سات طریقے:

ثبوت رویت ہلال کے لیے شرع میں سات طریقے ہیں:

(۱) شہادت:

خود شہادت رویت یعنی چاند دیکھنے والوں کی گواہی۔

(۲) شہادۃ علی الشہادۃ:

گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا۔ انہوں نے اس گواہی کی گواہی دی۔ یہ وہاں ہے کہ گواہان اصل حاضری سے معذور ہوں۔

(۳) شہادۃ علی القضاء:

دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام کے یہاں رویت ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا اور دو عادل گواہوں نے جو اس گواہی کے وقت موجود تھے، انہوں نے دوسرے مقام پر اس قاضی اسلام کے روبرو گواہی گزرے اور قاضی کے حکم پر گواہی دی۔

(۴) کتاب القاضی الی القاضی:

قاضی شرع جسے سلطان اسلام نے مقدمات کا اسلامی فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا ہو وہ دوسرے شہر کے قاضی کو گواہیاں گزرنے کی شرعی طریقے پر اطلاع دے۔

(۵) استفاضہ:

کسی اسلامی شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن رویت ہلال کی بنا پر روزہ ہوا یا عید کی گئی۔

(۶) اکمال مدت:

ایک مہینے کے جب تیس دن کامل ہو جائیں تو دوسرے ماہ کا ہلال آپ ہی ثابت ہو جائے گا کہ مہینہ تیس سے زائد کا نہ ہونا یقینی ہے۔

(۷) توپوں کے فائر:

اسلامی شہر میں حاکم شرع کے حکم سے انتیس کی شام کو مثلاً توپیں داغی گئیں یا فائر ہوئے تو خاص اس شہر والوں یا اس شہر کے گرد اگرد دیہات والوں کے واسطے توپوں کی آوازیں سننا بھی ثبوت ہلال کے ذریعوں میں سے ایک ذریعہ ہے۔[1]

(۱) ملخصاً، حاشیۂ بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۷۹، چاند دیکھنے کا بیان، ط قادری کتاب گھر۔

مسائل روزہ

ان امور کا بیان جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

اس باب میں ان چیزوں کا بیان ہے، جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ رہا یہ امر کہ ان سے روزہ مکروہ بھی ہوتا ہے یا نہیں اس سے اس باب کو تعلق نہیں، نہ یہ کہ وہ فعل جائز ہے یا ناجائز۔

مسئلہ: بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا روزہ فاسد نہ ہوا، خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل اور روزہ کی نیت سے پہلے یہ چیزیں پائی گئیں یا بعد میں، مگر جب یاد دلانے پر بھی یاد نہ آیا کہ روزہ دار ہے تو اب فاسد ہو جائے گا، بشرطیکہ یاد دلانے کے بعد یہ افعال واقع ہوئے ہوں مگر اس صورت میں کفارہ لازم نہیں۔ (۱)

مسئلہ: کسی روزہ دار کو ان افعال میں دیکھے تو یاد دلانا واجب ہے، یاد نہ دلایا تو گنہگار ہوا، مگر جب کہ وہ روزہ دار بہت کمزور ہو کہ یاد دلائے گا تو وہ کھانا چھوڑ دے گا اور کمزوری اتنی بڑھ جائے گی کہ روزہ رکھنا دشوار ہوگا اور کھالے گا تو روزہ بھی اچھی طرح پورا کرلے گا اور دیگر عبادتیں بھی بخوبی ادا کرلے گا تو اس صورت میں یاد نہ دلانا بہتر ہے۔

بعض مشائخ نے کہا جوان کو دیکھے تو یاد دلادے اور بوڑھے کو دیکھے تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں۔ مگر یہ حکم اکثر کے لحاظ سے ہے کہ جوان اکثر قوی

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۱، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

ہوتے ہیں اور بوڑھے اکثر کمزور اور اصل حکم یہ ہے کہ جوانی اور بڑھاپے کو کوئی دخل نہیں ، بلکہ قوت وضعف کا لحاظ ہے، لہٰذا اگر جوان اس قدر کمزور ہو تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں اور بوڑھا قوی ہو تو یاد دلانا واجب۔ (۱)

مسئلہ: مکھی یا دھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ غبار آٹے کا ہو کہ چکّی پیسنے یا چھاننے میں اڑتا ہے یا غلّہ کا غبار ہو یا ہوا سے خاک اڑی یا جانوروں کے کُھر یا ٹاپ سے غبار اڑ کر حلق میں پہنچا، اگرچہ روزہ دار ہونا یاد تھا اور اگر خود قصداً دھواں پہنچایا تو فاسد ہو گیا جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو، خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہنچایا ہو، یہاں تک کہ اگر بتی وغیرہ خوشبو سُلگتی تھی، اس نے مونھ قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ جاتا رہا۔ یوہیں حقّہ پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر روزہ یاد ہو اور حقّہ پینے والا اگر پیے گا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔ (۲)

مسئلہ: بھری سنگی لگوائی یا تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو، جب بھی نہیں ٹوٹا۔ (۳)

مسئلہ: بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ یوہیں عورت کی طرف بلکہ اس کی شرم گاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہو گیا، اگرچہ بار بار نظر کرنے یا جماع وغیرہ کے خیال کرنے سے انزال ہوا، اگرچہ دیر تک خیال جمانے سے ایسا ہوا ہو ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔ (۴)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۸۱،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۲) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۸۲،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۳) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۸۲،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۴) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۸۲،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: غسل کیا اور پانی کی خنکی اندر محسوس ہوئی یا کلّی کی اور پانی بالکل پھینک دیا صرف کچھ تری موںھ میں باقی رہ گئی، تھوک کے ساتھ اسے نگل گیا یا دوا کوٹی اور حلق میں اس کا مزہ محسوس ہوا یا ہڑ (ایک دوا کا نام) چوسی اور تھوک نگل گیا، مگر تھوک کے ساتھ ہڑ کا کوئی جز حلق میں نہ پہنچا، یا کان میں پانی چلا گیا یا تنکے سے کان کھجایا اور اس پر کان کا میل لگ گیا پھر وہی میل لگا ہوا تنکا کان میں ڈالا، اگرچہ چند بار کیا ہو یا دانت یا موںھ میں خفیف چیز بے معلوم سی رہ گئی کہ لعاب کے ساتھ خود ہی اتر جائے گی اور وہ اتر گئی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا، مگر حلق سے نیچے نہ اترا تو ان سب صورتوں میں روزہ نہ گیا۔ (۱)

مسئلہ: روزہ دار کے پیٹ میں کسی نے نیزہ یا تیر بھونک دیا، اگرچہ اس کی بھال یا پیکان (تیر یا نیزے کی نوک) پیٹ کے اندر رہ گئی یا اس کے پیٹ میں جھلّی تک زخم تھا، کسی نے کنکری ماری کہ اندر چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر خود اس نے یہ سب کیا اور بھال یا پیکان یا کنکری اندر رہ گئی تو جاتا رہا۔ (۲)

مسئلہ: بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہو گئے اور اسے پی گیا یا موںھ سے رال ٹپکی مگر تار ٹوٹا نہ تھا کہ اسے چڑھا کر پی گیا یا ناک میں رینٹھ آ گئی بلکہ ناک سے باہر ہو گئی مگر منقطع نہ ہوئی تھی کہ اسے چڑھا کر نگل گیا یا کھنکار موںھ میں آیا اور کھا گیا اگرچہ کتنا ہی ہو، روزہ نہ جائے گا، مگر ان باتوں سے احتیاط چاہیے۔ (۳)

مسئلہ: مکھی حلق میں چلی گئی روزہ نہ گیا اور قصداً نگلی تو جاتا رہا۔ (۴)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۹۸۲، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۹۸۳، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۹۸۳، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۹۸۳، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: بھولے سے جماع کر رہا تھا یاد آتے ہی الگ ہو گیا یا صبح صادق سے پیشتر جماع میں مشغول تھا صبح ہوتے ہی جدا ہو گیا روزہ نہ گیا، اگر چہ دونوں صورتوں میں جدا ہونے کے بعد انزال ہو گیا ہو اگر چہ دونوں صورتوں میں جدا ہونا یاد آنے اور صبح ہونے پر ہوا کہ جدا ہونے کی حرکت جماع نہیں اور اگر یاد آنے یا صبح ہونے پر فوراً الگ نہ ہوا اگر چہ صرف ٹھہر گیا اور حرکت نہ کی روزہ جاتا رہا۔ (۱)

مسئلہ: بھولے سے کھانا کھا رہا تھا، یاد آتے ہی فوراً لقمہ پھینک دیا یا صبح صادق سے پہلے کھا رہا تھا اور صبح ہوتے ہی اگل دیا، روزہ نہ گیا اور نگل لیا تو دونوں صورتوں میں جاتا رہا۔ (۲)

مسئلہ: غیر سبیلین (آگے اور پیچھے کے مقام کے علاوہ) میں جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ یوہیں ہاتھ سے منی نکالنے اگر چہ یہ سخت حرام ہے کہ حدیث میں اسے ملعون فرمایا۔ (۳)

مسئلہ: چوپایہ یا مردہ سے جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہ گیا اور انزال ہوا تو جاتا رہا۔ جانور کا بوسہ لیا یا اس کی فرج کو چھوا تو روزہ نہ گیا اگر چہ انزال ہو گیا ہو۔ (۴)

مسئلہ: احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا، اگر چہ غیبت بہت سخت کبیرہ ہے، قرآن مجید میں غیبت کرنے کی نسبت فرمایا: ''جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا''۔ اور حدیث میں فرمایا: ''غیبت زنا سے بھی سخت تر ہے''۔ اگر چہ

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۹۸۳، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۹۸۳، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۹۸۳، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۹۸۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔(۱)

مسئلہ: جنابت (یعنی غسل فرض ہونے کی حالت میں) کی حالت میں صبح کی بلکہ اگر چہ سارے دن جنب رہا روزہ نہ گیا، مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ جنب جس گھر میں ہوتا ہے، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔(۲)

مسئلہ: جن یعنی پری سے جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو، روزہ نہ ٹوٹے گا۔ یعنی جب کہ انسانی شکل میں نہ ہو اور انسانی شکل میں ہو تو وہی حکم ہے جو انسان سے جماع کرنے کا ہے۔(۳)

مسئلہ: تل یا تل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اتر گئی تو روزہ نہ گیا، مگر جب کہ اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا۔(۴)

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

ان امور کا بیان جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

مسئلہ: کھانے پینے، جماع کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے، جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔ [۱]

مسئلہ: حقہ، سگار، سگریٹ، چرٹ پینے سے روزہ جاتا رہتا ہے، اگر چہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں نہ پہنچاتا ہو، بلکہ پان یا صرف تمبا کو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا، اگر چہ پیک تھوک دی ہو کہ اس کے باریک اجزا ضرور حلق میں پہنچتے ہیں۔ [۲]

مسئلہ: شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو مونھ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں، مونھ میں رکھی اور تھوک نگل گیا روزہ جاتا رہا۔ یوہیں دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کے برابر یا زیادہ تھی اسے کھا گیا یا کم ہی تھی، مگر مونھ سے نکال کر پھر کھالی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا، مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا، تو نہیں۔ [۳]

مسئلہ: روزہ میں دانت اکھڑوایا اور خون نکل کر حلق سے نیچے اترا، اگر چہ سوتے میں ایسا ہوا تو اس روزہ کی قضا واجب ہے۔ [۴]

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۵، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۶، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۶، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۶، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: کوئی چیز پاخانہ کے مقام میں رکھی، اگر اس کا دوسرا سرا باہر رہا تو نہیں ٹوٹا، ورنہ جاتا رہا لیکن اگر وہ تر ہے اور اس کی رطوبت اندر پہنچی تو مطلقاً جاتا رہا، یہی حکم شرم گاہ زن (عورت) کا ہے، شرمگاہ سے مراد اس باب میں فرج داخل (یعنی شرمگاہ کا اندرونی حصہ) ہے۔ یوہیں اگر ڈورے میں بوٹی باندھ کر نگل لی، اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ باہر رہا اور جلد نکال لی کہ گلنے نہ پائی تو نہیں گیا اور اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ بھی اندر چلا گیا یا بوٹی کا کچھ حصہ اندر رہ گیا تو روزہ جاتا رہا۔(۱)

مسئلہ: عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی کا کپڑا رکھا اور بالکل باہر نہ رہا، روزہ جاتا رہا اور خشک انگلی پاخانہ کے مقام میں رکھی یا عورت نے شرمگاہ میں تو روزہ نہ گیا اور بھیگی تھی یا اس پر کچھ لگا تھا تو جاتا رہا، بشرطیکہ پاخانہ کے مقام میں اس جگہ رکھی ہو جہاں عمل دیتے وقت حقنہ (یعنی کسی دوا کی بتی یا پچکاری پیچھے کے مقام میں چڑھانا جس سے اجابت ہوجائے) کا سرا رکھتے ہیں۔(۲)

مسئلہ: مبالغہ کے ساتھ استنجا کیا، یہاں تک کہ حقنہ رکھنے کی جگہ تک پانی پہنچ گیا، روزہ جاتا رہا اور اتنا مبالغہ چاہیے بھی نہیں کہ اس سے سخت بیماری کا اندیشہ ہے۔(۳)

مسئلہ: مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ مثانہ تک پہنچ گیا ہو اور عورت نے شرمگاہ میں ٹپکایا تو جاتا رہا۔(۴)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱ص:۹۸۶، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱ص:۹۸۶، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱ص:۹۸۷، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱ص:۹۸۷، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: دماغ یا شکم کی جھلّی تک زخم ہے، اس میں دوا ڈالی اگر دماغ یا شکم تک پہنچ گئی روزہ جاتا رہا، خواہ وہ دوا تر ہو یا خشک اور اگر معلوم نہ ہو کہ دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں اور وہ دوا تر تھی، جب بھی جاتا رہا اور خشک تھی تو نہیں۔ (۱)

مسئلہ: حقنہ لیا یا نتھنوں سے دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا، روزہ جاتا رہا اور پانی کان میں چلا گیا یا ڈالا تو نہیں۔ (۲)

مسئلہ: کلی کر رہا تھا بلا قصد پانی حلق سے اتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا روزہ جاتا رہا، مگر جب کہ روزہ ہونا بھول گیا ہو تو نہ ٹوٹے گا اگرچہ قصداً ہو۔ یوہیں کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی، وہ اس کے حلق میں چلی گئی روزہ جاتا رہا۔ (۳)

مسئلہ: سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھا لیا یا مونھ کھولا تھا اور پانی کا قطرہ یا اولا حلق میں جا رہا روزہ جاتا رہا۔ (۴)

مسئلہ: دوسرے کا تھوک نگل گیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر لے کر نگل گیا روزہ جاتا رہا۔ (۵)

مسئلہ: مونھ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر تھوک نگل لیا روزہ جاتا رہا۔ (۶)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۷، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۷، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۷، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۷، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۷، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۶) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۷، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: ڈورا بٹا اسے تر کرنے کے لیے مونھ پر گزارا پھر دوبارہ، سہ بارہ۔ یوہیں کیا روزہ نہ جائے گا مگر جب کہ ڈورے سے کچھ رطوبت جُدا ہو کر مونھ میں رہی اور تھوک نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔(۱)

مسئلہ: آنسو مونھ میں چلا گیا اور نگل لیا، اگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہ گیا اور زیادہ تھا کہ اس کی نمکینی پورے مونھ میں محسوس ہوئی تو جاتا رہا۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔(۲)

مسئلہ: پاخانہ کا مقام باہر نکل پڑا تو حکم ہے کہ کپڑے سے خوب پونچھ کر اٹھے کہ تری بالکل باقی نہ رہے اور اگر کچھ پانی اس پر باقی تھا اور کھڑا ہوگیا کہ پانی اندر کو چلا گیا تو روزہ فاسد ہوگیا۔ اسی وجہ سے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روزہ دار استنجا کرنے میں سانس نہ لے۔(۳)

مسئلہ: عورت کا بوسہ لیا یا چھوا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور انزال ہوگیا تو روزہ جاتا رہا اور عورت نے مرد کو چھوا اور مرد کو انزال ہوگیا تو روزہ نہ گیا۔ عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا اور کپڑا اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو فاسد نہ ہوا اگرچہ انزال ہوگیا۔(۴)

مسئلہ: قصداً بھر مونھ قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہیں اور بلا اختیار قے ہوگئی تو بھر مونھ ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹی، نہ لوٹائی تو اگر بھر مونھ نہ ہو تو روزہ نہ گیا، اگرچہ لوٹ گئی یا اس نے خود لوٹائی اور بھر مونھ ہے اور

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۷، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۸، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۷، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۷، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

اُس نے لوٹائی، اگرچہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اتری تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں۔[۱]

مسئلہ: قے کے یہ احکام اس وقت ہیں کہ قے میں کھانا آئے یا صفرا (یعنی کڑوا پانی) یا خون اور بلغم آیا تو مطلقاً روزہ نہ ٹوٹا۔[۲]

(۱) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۸۷، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۸۷، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

ان صورتوں کا بیان جن میں صرف قضا لازم ہے

مسئلہ: یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا پیا یا جماع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی یا کھانے پینے پر مجبور کیا گیا یعنی اکراہ شرعی [اکراہ شرعی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو دھمکی دے کہ اگر تو روزہ نہ توڑے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا، یا ناک کان وغیرہ کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا، یا سخت مار ماروں گا۔ اور روزہ دار یہ سمجھتا ہو کہ یہ کہنے والا جو کچھ کہتا ہے کر گزرے گا] پایا گیا، اگرچہ اپنے ہاتھ سے کھایا ہو تو صرف قضا لازم ہے یعنی اس روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔ (۱)

مسئلہ: بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے انزال ہوا تھا یا احتلام ہوا یا قے ہوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا اب قصداً کھا لیا تو صرف قضا فرض ہے۔ (۲)

مسئلہ: کان میں تیل ٹپکایا یا پیٹ یا دماغ کی جھلّی تک زخم تھا، اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی یا حقنہ لیا یا ناک سے دوا چڑھائی یا پتھر، کنکری، مٹی، روئی، کاغذ، گھاس وغیرہا ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان میں بلا نیت روزہ روزہ کی طرح رہا یا صبح کو نیت نہیں کی تھی، دن میں زوال سے پیشتر نیت کی اور بعد نیت کھا لیا یا روزہ کی نیت تھی مگر روزۂ رمضان

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۹، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۸۹، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

کی نیت نہ تھی یا اس کے حلق میں مینھ کی بوند یا اولا جا رہا یا بہت سا آنسو یا پسینہ نگل گیا یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا جو قابل جماع نہ تھی یا مردہ یا جانور سے وطی کی یا ران یا پیٹ پر جماع کیا یا بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ چوسے یا عورت کا بدن چھوا اگر چہ کوئی کپڑا حائل ہو، مگر پھر بھی بدن کی گرمی محسوس ہوتی ہو۔

اور ان سب صورتوں میں انزال بھی ہوگیا یا ہاتھ سے منی نکالی یا مباشرت فاحشہ سے انزال ہوگیا یا ادائے رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ فاسد کر دیا، اگر چہ وہ رمضان ہی کی قضا ہو یا عورت روزہ دار سو رہی تھی، سوتے میں اس سے وطی کی گئی یا صبح کو ہوش میں تھی اور روزہ کی نیت کر لی تھی پھر پاگل ہوگئی اور اسی حالت میں اس سے وطی کی گئی یا یہ گمان کر کے کہ رات ہے، سحری کھالی یا رات ہونے میں شک تھا اور سحری کھالی حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا یہ گمان کر کے کہ آفتاب ڈوب گیا ہے، افطار کر لیا حالانکہ ڈوبا نہ تھا یا دو شخصوں نے شہادت دی کہ آفتاب ڈوب گیا اور دو نے شہادت دی کہ دن ہے اور اس نے روزہ افطار کر لیا، بعد کو معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔ (۱)

مسئلہ: مسافر نے اقامت کی، حیض ونفاس والی پاک ہوگئی، مجنون کو ہوش ہوگیا، مریض تھا اچھا ہوگیا، جس کا روزہ جاتا رہا اگر چہ جبراً کسی نے توڑ وادیا یا غلطی سے پانی وغیرہ کوئی چیز حلق میں جا رہی۔ کافر تھا مسلمان ہوگیا، نابالغ تھا بالغ ہوگیا، رات سمجھ کر سحری کھائی تھی حالانکہ صبح ہو چکی تھی، غروب سمجھ کر افطار کر دیا حالانکہ دن باقی تھا ان سب باتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے، اسے روزے کے مثل گزارنا واجب ہے اور نابالغ جو بالغ ہوا یا کافر تھا مسلمان ہوا ان

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۸۹، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

پر اس دن کی قضا واجب نہیں باقی سب پر قضا واجب ہے۔(۱)

مسئلہ: نابالغ دن میں بالغ ہوا یا کافر دن میں مسلمان ہوا اور وہ وقت ایسا تھا کہ روزہ کی نیت ہوسکتی ہے اور نیت کر بھی لی پھر وہ روزہ توڑ دیا تو اس دن کی قضا واجب نہیں۔(۲)

مسئلہ: بچہ کی عمر دس ۱۰ سال کی ہو جائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس سے روزہ رکھوایا جائے نہ رکھے تو مار کر رکھوائیں، اگر پوری طاقت دیکھی جائے اور رکھ کر توڑ دیا تو قضا کا حکم نہ دیں گے اور نماز توڑے تو پھر پڑھوائیں۔(۳)

مسئلہ: حیض و نفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہوگئی، اگرچہ ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر اور روزہ کی نیت کر لی تو آج کا روزہ نہ ہوا، نہ فرض نہ نفل اور مریض یا مسافر نے نیت کی یا مجنون تھا ہوش میں آکر نیت کی تو ان سب کا روزہ ہوگیا۔(۴)

مسئلہ: صبح سے پہلے یا بھول کر جماع میں مشغول تھا، صبح ہوتے ہی یاد آنے پر فوراً جدا ہوگیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا واجب ہے۔(۵)

مسئلہ: میت کے روزے قضا ہو گئے تھے تو اس کا ولی اس کی طرف سے فدیہ ادا کر دے یعنی جب کہ وصیت کی اور مال چھوڑا ہو، ورنہ ولی پر ضروری نہیں، کر دے تو بہتر ہے۔(۶)

---

(۱) بہارِ شریعت، ج:۱، ص:۹۹۰، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہارِ شریعت، ج:۱، ص:۹۹۰، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہارِ شریعت، ج:۱، ص:۹۹۰، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہارِ شریعت، ج:۱، ص:۹۹۰، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہارِ شریعت، ج:۱، ص:۹۹۰، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۶) بہارِ شریعت، ج:۱، ص:۹۹۰، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

ان صورتوں کا بیان جن میں کفارہ لازم ہے

مسئلہ: رمضان میں روزہ دار مکلّف مقیم نے کہ ادائے روزۂ رمضان کی نیت سے روزہ رکھا اور کسی آدمی کے ساتھ جو قابل شہوت ہے، اس کے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا، انزال ہوا ہو یا نہیں یا اس روزہ دار کے ساتھ جماع کیا گیا یا کوئی غذا یا دوا کھائی یا پانی پیا یا کوئی چیز لذت کے لیے کھائی یا پی یا کوئی ایسا فعل کیا، جس سے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو اور اس نے گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصداً کھا پی لیا، مثلاً فصد یا پچھنا لیا یا سرمہ لگایا یا جانور سے وطی کی یا عورت کو چھوا یا بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا یا مباشرت فاحشہ کی، مگر ان سب صورتوں میں انزال نہ ہوا یا پاخانہ کے مقام میں خشک انگلی رکھی، اب ان افعال کے بعد قصداً کھا لیا۔

تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفّارہ دونوں لازم ہیں اور اگر ان صورتوں میں کہ افطار کا گمان نہ تھا اور اس نے گمان کر لیا اگر کسی مفتی نے فتوٰی دے دیا تھا کہ روزہ جاتا رہا اور وہ مفتی ایسا ہو کہ اہل شہر کا اس پر اعتماد ہو، اس کے فتوٰی دینے پر اس نے قصداً کھا لیا یا اس نے کوئی حدیث سنی تھی جس کے صحیح معنی نہ سمجھ سکا اور اس غلط معنی کے لحاظ سے جان لیا کہ روزہ جاتا رہا اور قصداً کھا لیا تو اب کفّارہ لازم نہیں، اگرچہ مفتی نے غلط فتوٰی دیا یا جو حدیث اس نے سُنی وہ ثابت نہ ہو۔ [1]

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۹۱، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: جس جگہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی سے روزۂ رمضان کی نیت کی ہو، اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں۔(۱)

مسئلہ: مسافر بعد صبح کے ضحوۂ کبریٰ سے پہلے وطن کو آیا اور روزہ کی نیت کر لی پھر توڑ دیا یا مجنون اس وقت ہوش میں آیا اور روزہ کی نیت کر کے پھر توڑ دیا تو کفارہ نہیں۔(۲)

مسئلہ: کفّارہ لازم ہونے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو جو روزہ کے منافی ہو یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو، جس کی وجہ سے روزہ افطار کرنے کی رخصت ہوتی، مثلاً عورت کو اسی دن میں حیض یا نفاس آ گیا یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن میں ایسا بیمار ہو گیا جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہے اور سفر سے ساقط نہ ہوگا کہ یہ اختیاری امر ہے۔ یوہیں اگر اپنے کو زخمی کر لیا اور حالت یہ ہو گئی کہ روزہ نہیں رکھ سکتا، کفّارہ ساقط نہ ہوگا۔(۳)

مسئلہ: مرد کو مجبور کر کے جماع کرایا یا عورت کو مرد نے مجبور کیا پھر اثنائے جماع میں اپنی خوشی سے مشغول رہا یا رہی تو کفّارہ لازم نہیں کہ روزہ تو پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے(۱)۔ مجبوری سے مراد اکراہ شرعی ہے، جس میں قتل یا عضو کاٹ ڈالنے یا ضرب شدید کی صحیح دھمکی دی جائے اور روزہ دار بھی سمجھے کہ اگر میں اس کا کہا نہ مانوں گا تو جو کہتا ہے، کر گزرے گا۔(۴)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۹۱، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۹۱، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۹۱، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۹۲، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: کفارہ واجب ہونے کے لیے بھر پیٹ کھانا ضرور نہیں، تھوڑا سا کھانے سے بھی واجب ہوجائے گا۔(۱)

مسئلہ: تیل لگایا یا غیبت کی پھر یہ گمان کرلیا کہ روزہ جاتا رہا یا کسی عالم ہی نے روزہ جانے کا فتویٰ دے دیا، اب اس نے کھا پی لیا جب بھی کفّارہ لازم ہے۔(۲)

مسئلہ: قے آئی یا بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا اور ان سب صورتوں میں اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر اس کے بعد کھالیا تو کفّارہ لازم نہیں اور اگر احتلام ہوا اور اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر کھالیا تو کفّارہ لازم ہے۔(۳)

مسئلہ: لعاب تھوک کر چاٹ گیا یا دوسرے کا تھوک نگل گیا تو کفّارہ نہیں مگر محبوب کا لذت یا معظم دینی کا تبرک کے لیے تھوک نگل گیا تو کفّارہ لازم ہے۔(۴)

مسئلہ: جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفّارہ لازم نہیں ان میں شرط ہے، کہ ایک ہی بار ایسا ہوا ہو اور معصیت کا قصد نہ کیا ہو، ورنہ ان میں کفّارہ دینا ہوگا۔(۵)

مسئلہ: کچا گوشت کھایا اگر چہ مردار کا ہو تو کفارہ لازم ہے، مگر جب کہ سڑا ہو یا اس میں کیڑے پڑ گئے ہوں تو کفارہ نہیں۔(٦)

(۱) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۹۲، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۹۲، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۹۲، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۹۲، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۹۲، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(٦) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۹۳، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: مٹی کھانے سے کفارہ واجب نہیں، مگر گل ارمنی یا وہ مٹی جس کے کھانے کی اسے عادت ہے، کھائی تو کفارہ واجب ہے اور نمک اگر تھوڑا کھایا تو کفارہ واجب ہے، زیادہ کھایا تو نہیں۔ (۱)

مسئلہ: نجس شوربے میں روٹی بھگو کر کھائی یا کسی کی کوئی چیز غصب کر کے کھالی تو کفارہ واجب ہے اور تھوک میں خون تھا اگرچہ خون غالب ہو، نگل لیا یا خون پی لیا تو کفارہ نہیں۔ (۲)

مسئلہ: کچی ہی کھائی یا پستہ یا اخروٹ مسلّم یا خشک یا بادام مسلّم نگل لیا یا چھلکے سمیت انڈا یا چھلکے کے ساتھ انار کھالیا تو کفارہ نہیں اور خشک پستہ یا خشک بادام اگر چبا کر کھایا اور اس میں مغز بھی ہو تو کفارہ ہے اور مسلّم نگل لیا ہو تو نہیں، اگرچہ پھٹا ہو اور تر بادام مسلّم نگلنے میں بھی کفارہ ہے۔ (۳)

مسئلہ: چنے کا ساگ کھایا تو کفارہ واجب، یہی حکم درخت کے پتوں کا ہے جب کہ کھائے جاتے ہوں ورنہ نہیں۔ (۴)

مسئلہ: خربزہ یا تربز کا چھلکا کھایا، اگر خشک ہو یا ایسا ہو کہ لوگ اس کے کھانے سے گھن کرتے ہوں تو کفارہ نہیں ورنہ ہے۔ کچے چاول، باجرا، مسور، مونگ کھائی تو کفارہ نہیں، یہی حکم کچے جَو کا ہے اور بھنے ہوئے ہوں تو کفارہ لازم۔ (۵)

---

(۱) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۹۳،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۹۳،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۹۳،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۹۳،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۹۳،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: تل یا تل کے برابر کھانے کی کوئی چیز باہر سے مونھ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل گیا تو روزہ گیا اور کفارہ واجب۔ (۱)

مسئلہ: دوسرے نے نوالہ چبا کر دیا، اس نے کھالیا یا اس نے خود اپنے مونھ سے نکال کر کھالیا تو کفارہ نہیں۔ بشرطیکہ اس کے چبائے ہوئے کو لذات یا تبرک نہ سمجھتا ہو۔ (۲)

مسئلہ: سحری کا نوالہ مونھ میں تھا کہ صبح طلوع ہوگئی یا بھول کر کھا رہا تھا، نوالہ مونھ میں تھا کہ یاد آ گیا اور نگل لیا تو دونوں صورتوں میں کفارہ واجب، مگر جب مونھ سے نکال کر پھر کھایا ہو تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ (۳)

مسئلہ: عورت نے نابالغ یا مجنون سے وطی کرائی یا مرد کو وطی کرنے پر مجبور کیا، تو عورت پر کفارہ واجب ہے مرد پر نہیں۔ (۴)

مسئلہ: مشک، زعفران، کافور، سرکہ کھایا یا خرپزہ، تربز، ککڑی، کھیرا، باقلا کا پانی پیا تو کفارہ واجب ہے۔ (۵)

مسئلہ: رمضان میں روزہ دار قتل کے لیے لایا گیا اس نے پانی مانگا، کسی نے اسے پانی پلا دیا پھر وہ چھوڑ دیا گیا تو اس پر کفارہ واجب ہے۔ (۶)

مسئلہ: باری سے بخار آتا تھا اور آج باری کا دن تھا۔ اس نے یہ گمان کر کے کہ بخار آئے گا روزہ قصداً توڑ دیا تو اس صورت میں کفارہ ساقط ہے۔ یوہیں

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۹۹۳، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۹۹۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۹۹۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۹۹۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۹۹۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۶) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۹۹۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

عورت کو معیّن تاریخ پر حیض آتا تھا اور آج حیض آنے کا دن تھا، اس نے قصداً روزہ توڑ دیا اور حیض نہ آیا تو کفارہ ساقط ہو گیا۔ یوہیں اگر یقین تھا کہ دشمن سے آج لڑنا ہے اور روزہ توڑ ڈالا اور لڑائی نہ ہوئی تو کفارہ واجب نہیں۔ (۱)

مسئلہ: روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایک رقبہ یعنی باندی یا غلام آزاد کرے اور یہ نہ کر سکے مثلاً اس کے پاس نہ لونڈی غلام ہے، نہ اتنا مال کہ خریدے یا مال تو ہے مگر رقبہ میسر نہیں جیسے آج کل یہاں ہندوستان میں، تو پے در پے ساٹھ روزے رکھے، یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مساکین کو بھر بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے اور روزے کی صورت میں اگر درمیان میں ایک دن کا بھی چھوٹ گیا تو اب سے ساٹھ روزے رکھے، پہلے کے روزے محسوب نہ ہوں گے، اگرچہ انسٹھ رکھ چکا تھا، اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوٹا ہو، مگر عورت کو حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے نہیں شمار کیے جائیں گے یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے دونوں مل کر ساٹھ ہو جانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (۲)

مسئلہ: اگر دو روزے توڑے تو دونوں کے لیے دو کفارے دے، اگرچہ پہلے کا ابھی کفارہ نہ ادا کیا ہو۔ یعنی جب کہ دونوں دو رمضان کے ہوں اور اگر دونوں روزے ایک ہی رمضان کے ہوں اور پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو تو ایک ہی کفارہ دونوں کے لیے کافی ہے۔ (۳)

مسئلہ: آزاد و غلام، مرد و عورت، بادشاہ و فقیر سب پر روزہ توڑنے سے

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۹۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۹۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۹۵، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

کفارہ واجب ہوتا ہے، یہاں تک کہ باندی کو اگر معلوم تھا کہ صبح ہوگئی اس نے اپنے آقا کو خبر دی کہ ابھی صبح نہ ہوئی اس نے اس کے ساتھ جماع کیا تو لونڈی پر کفارہ واجب ہوگا اور اس کے مولیٰ پر صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔(۱)

(۱) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۹۵،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

روزہ کے مکروہات کا بیان

مسئلہ: جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بیہودہ بات، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں، روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔ (۱)

مسئلہ: روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔ چکھنے کے لیے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر یا باندی غلام کا آقا بدمزاج ہے کہ نمک کم و بیش ہوگا تو اس کی ناراضی کا باعث ہوگا اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں، چبانے کے لیے یہ عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اسے کھلائی جائے، نہ حیض و نفاس والی یا کوئی اور بے روزہ ایسا ہے جو اسے چبا کر دیدے، تو بچہ کے کھلانے کے لیے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔

چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ ہے یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لیے اس میں سے تھوڑا کھا لینا کہ یوں ہو تو کراہت کیسی روزہ ہی جاتا رہے گا، بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کر لیں اور اسے تھوک دیں اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے۔ (۲)

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۹۶، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۹۶، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: کوئی چیز خریدی اور اس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھے گا تو نقصان ہوگا، تو چکھنے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے۔ (۱)

مسئلہ: بلا عذر چکھنا جو مکروہ بتایا گیا یہ فرض روزہ کا حکم ہے نفل میں کراہت نہیں، جب کہ اس کی حاجت ہو۔ (۲)

مسئلہ: عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے، جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہوگا اور ہونٹ اور زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً مکروہ ہے۔ یوہیں مباشرت فاحشہ۔ (۳)

مسئلہ: گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا، داڑھی مونچھ میں تیل لگانا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں، مگر جب کہ زینت کے لیے سرمہ لگایا یا اس لیے تیل لگایا کہ داڑھی بڑھ جائے، حالانکہ ایک مشت داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے بھی مکروہ ہیں اور روزہ میں بدرجۂ اولیٰ۔ (۴)

مسئلہ: روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں، بلکہ جیسے اور دنوں میں سنّت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے۔ مسواک خشک ہو یا تر اگرچہ پانی سے تَر کی ہو، زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں۔

اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دو پہر بعد روزہ دار کے لیے مسواک کرنا مکروہ ہے، یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ (۵)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۹۷،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۲) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۹۷،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۳) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۹۷،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۴) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۹۷،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۵) بہار شریعت، ج:۱،ص:۹۹۷،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: فصد کھلوانا، پچھنے لگوانا مکروہ نہیں جب کہ ضعف کا اندیشہ نہ ہو اور اندیشہ ہو تو مکروہ ہے، اسے چاہیے کہ غروب تک مؤخر کرے۔ (۱)

مسئلہ: روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بھر مونھ پانی لے اور وضو و غسل کے علاوہ ٹھنڈ پہنچانے کی غرض سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا یا ٹھنڈ کے لیے نہانا بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا مکروہ نہیں۔ ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کے لیے بھیگا کپڑا لپیٹا تو مکروہ ہے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں۔ (۲)

مسئلہ: پانی کے اندر (یعنی نہر، ندی، تالاب وغیرہ میں نہاتے وقت) ریاح خارج کرنے سے روزہ نہیں جاتا، مگر مکروہ ہے اور روزہ دار کو استنجے میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہے۔ یعنی اور دنوں میں حکم یہ ہے کہ استنجا کرنے میں نیچے کو زور دیا جائے اور روزہ میں یہ مکروہ ہے۔ (۳)

مسئلہ: مونھ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی ناپسند ہے اور روزہ میں مکروہ۔ (۴)

مسئلہ: رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں، جس سے ایسا ضعف آجائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو۔ لہٰذا نانبائی کو چاہیے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔ یہی حکم معمار و مزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے کہ زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کر دیں کہ

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۹۷، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۹۸، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۹۸، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۹۸، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

روزے ادا کرسکیں۔ (۱)

مسئلہ: اگر روزہ رکھے گا تو کمزور ہو جائے گا، کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا تو حکم ہے کہ روزہ رکھے اور بیٹھ کر نماز پڑھے۔ (۲)

مسئلہ: سحری کھانا اور اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے، مگر اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ صبح ہو جانے کا شک ہو جائے۔ (۳)

مسئلہ: افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے، مگر افطار اس وقت کرے کہ غروب کا غالب گمان ہو، جب تک گمان غالب نہ ہو افطار نہ کرے، اگرچہ مؤذن نے اذان کہہ دی ہے اور اَبر کے دنوں میں افطار میں جلدی نہ چاہیے۔ (۴)

(۱) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۹۸، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۹۸، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۹۸، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہارشریعت، ج:۱،ص:۹۹۸، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

ان وجوہ کا بیان جن سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

مسئلہ: سفر وحمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھاپا اور خوف ہلاک و اکراہ ونقصان عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لیے عذر ہیں، ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں۔

سفر سے مراد سفر شرعی ہے یعنی اتنی دور جانے کے ارادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت ہو، اگر چہ وہ سفر کسی ناجائز کام کے لیے ہو۔ دن میں سفر کیا تو اس دن کا روزہ افطار کرنے کے لیے آج کا سفر عذر نہیں۔ البتہ اگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر گنہگار رہوگا اور اگر سفر کرنے سے پہلے توڑ دیا پھر سفر کیا تو کفارہ بھی لازم اور اگر دن میں سفر کیا اور مکان پر کوئی چیز بھول گیا تھا، اسے لینے واپس آیا اور مکان پر آکر روزہ توڑ ڈالا تو کفارہ واجب ہے۔ مسافر نے ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر اقامت کی اور ابھی کچھ کھایا نہیں تو روزہ کی نیت کر لینا واجب ہے۔ (۱)

مسئلہ: حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے، تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے، خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی اگر چہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔ (۲)

مسئلہ: مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو یا خادم وخادمہ کو ناقابل برداشت ضعف کا غالب

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۰۲، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۰۳، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

گمان ہوتو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔

ان صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے محض وہم ناکافی ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں:

(۱) اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے یا

(۲) اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے یا

(۳) کسی مسلمان طبیب حاذق مستور یعنی غیر فاسق نے اس کی خبر دی ہو اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ نہ اس قسم کے طبیب نے اسے بتایا، بلکہ کسی کافر یا فاسق طبیب کے کہنے سے افطار کرلیا تو کفارہ لازم آئے گا۔

آج کل کے اکثر اطبا اگر کافر نہیں تو فاسق ضرور ہیں اور نہ سہی تو حاذق طبیب فی زمانہ نایاب سے ہورہے ہیں، ان لوگوں کا کہنا کچھ قابل اعتبار نہیں نہ ان کے کہنے پر روزہ افطار کیا جائے۔ ان طبیبوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ کو منع کردیتے ہیں، اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مضر ہے کس میں نہیں۔ (۱)

مسئلہ: عورت کو جب حیض و نفاس آگیا تو روزہ جاتا رہا اور حیض سے پورے دس دن رات میں پاک ہوئی تو بہرحال کل کا روزہ رکھے اور کم میں پاک ہوئی تو اگر صبح ہونے کو اتنا عرصہ ہے کہ نہا کر خفیف سا وقت بچے گا تو بھی روزہ رکھے اور اگر نہا کر فارغ ہونے کے وقت صبح چمکی تو روزہ نہیں۔ (۲)

مسئلہ: حیض و نفاس والی کے لیے اختیار ہے کہ چھپ کر کھائے یا ظاہراً، روزہ کی طرح رہنا اس پر ضروری نہیں۔ مگر چھپ کر کھانا اولیٰ ہے خصوصاً حیض

(۱) بہار شریعت، ج:۱،ص:۱۰۰۳،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۲) بہار شریعت، ج:۱،ص:۱۰۰۴،ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

والی کے لیے۔ (۱)

مسئلہ: بھوک اور پیاس ایسی ہو کہ ہلاک کا خوف صحیح یا نقصان عقل کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔ (۲)

مسئلہ: روزہ توڑنے پر مجبور کیا گیا تو اسے اختیار ہے اور صبر کیا تو اجر ملے گا۔ (۳)

مسئلہ: سانپ نے کاٹا اور جان کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں روزہ توڑ دیں۔ (۴)

مسئلہ: جن لوگوں نے ان عذروں کے سبب روزہ توڑا، ان پر فرض ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھیں اور ان قضا روزوں میں ترتیب فرض نہیں۔ فلہٰذا اگر ان روزوں کے پہلے نفل روزے رکھے تو یہ نفلی روزے ہو گئے، مگر حکم یہ ہے کہ عذر جانے کے بعد دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضا رکھ لیں۔

حدیث میں فرمایا: ''جس پر اگلے رمضان کی قضا باقی ہے اور وہ نہ رکھے اس کے اس رمضان کے روزے قبول نہ ہوں گے''۔ اور اگر روزے نہ رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو اب پہلے اس رمضان کے روزے رکھ لے، قضا نہ رکھے، بلکہ اگر غیر مریض و مسافر نے قضا کی نیت کی جب بھی قضا نہیں بلکہ اسی رمضان کے روزے ہیں۔ (۵)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۰۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۰۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۰۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۰۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۰۴، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: خود اس مسافر کو اور اس کے ساتھ والے کو روزہ رکھنے میں ضرر نہ پہنچے تو روزہ رکھنا سفر میں بہتر ہے ورنہ نہ رکھنا بہتر۔ (۱)

مسئلہ: اگر یہ لوگ اپنے اسی عذر میں مر گئے، اتنا موقع نہ ملا کہ قضا رکھتے تو ان پر یہ واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیت کر جائیں، پھر بھی وصیت کی تو تہائی مال میں جاری ہوگی اور اگر اتنا موقع ملا کہ قضا روزے رکھ لیتے، مگر نہ رکھے تو وصیت کر جانا واجب ہے اور عمداً نہ رکھے ہوں تو بدرجۂ اولیٰ وصیت کرنا واجب ہے اور وصیت نہ کی، بلکہ ولی نے اپنی طرف سے دے دیا تو بھی جائز ہے، مگر ولی پر دینا واجب نہ تھا۔ (۲)

مسئلہ: ہر روزہ کا فدیہ بقدر صدقۂ فطر ہے اور تہائی مال میں وصیت اس وقت جاری ہوگی جب اس میت کے وارث بھی ہوں اور اگر وارث نہ ہوں اور سارے مال سے فدیہ ادا ہوتا ہو تو سب فدیہ میں صرف کر دینا لازم ہے۔ یوہیں اگر وارث صرف شوہر یا زوجہ ہے تو تہائی نکالنے کے بعد ان کا حق دیا جائے، اس کے بعد جو کچھ بچے اگر فدیہ میں صرف ہو سکتا ہے تو صرف کر دیا جائے گا۔ (۳)

مسئلہ: ایک شخص کی طرف سے دوسرا شخص روزہ نہیں رکھ سکتا۔ (۴)

مسئلہ: شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا، اسے روزہ نہ رکھنے کی

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۰۵، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۰۵، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۰۵، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۰۵، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقۂ فطر کی مقدار مسکین کو دیدے۔(۱)

مسئلہ: اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں بوجہ گرمی کے روزہ نہیں رکھ سکتا، مگر جاڑوں میں رکھ سکے گا تو اب افطار کرلے اور ان کے بدلے کے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔(۲)

مسئلہ: اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے، تو فدیہ صدقۂ نفل ہوکر رہ گیا ان روزوں کی قضا رکھے۔(۳)

مسئلہ: یہ اختیار ہے کہ شروع رمضان ہی میں پورے رمضان کا ایک دم فدیہ دے دے یا آخر میں دے اور اس میں تملیک (یعنی مالک بنادینا) شرط نہیں بلکہ اباحت بھی کافی ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ جتنے فدیے ہوں اتنے ہی مساکین کو دے بلکہ ایک مسکین کو کئی دن کے فدیے دے سکتے ہیں۔(۴)

(۱) بہارشریعت، ج:۱، ص:۱۰۰۶، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہارشریعت، ج:۱، ص:۱۰۰۶، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہارشریعت، ج:۱، ص:۱۰۰۶، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہارشریعت، ج:۱، ص:۱۰۰۶، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

سحری کا بیان

❁ سحری میں برکت ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً"۔ (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سحری کھاؤ کہ سحری میں برکت ہوتی ہے"۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَسَحَّرُوا، فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً"۔ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سحری کھاؤ، کیوں کہ سحری میں برکت ہے"۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ، فَقَالَ: "إِنَّهَا بَرَكَةٌ أَعْطَاكُمُ اللّٰهُ إِيَّاهَا فَلَا تَدَعُوهُ"۔ (۳)

ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، آپ اس وقت سحری کھارہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سحری کھانا برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے، لہٰذا اسے چھوڑا مت کرو"۔

---

(۱) بخاری، کتاب الصوم، باب برکۃ السحور من غیر ایجاب، رقم الحدیث: ۱۹۲۳۔

(۲) سنن نسائی، کتاب الصیام، رقم الحدیث: ۲۱۴۹۔

(۳) نسائی، کتاب الصیام، باب تسمیۃ السحور غدا، رقم الحدیث: ۲۱۶۴۔

سحری مبارک کھانا ہے:

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يكَرِبَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "عَلَيْكُمْ بِغَدَاءِ السُّحُورِ، فَإِنَّهُ هُوَ الْغَدَاءُ الْمُبَارَكُ"۔[1]

حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم سحری کو لازم پکڑو، کیونکہ یہ مبارک کھانا ہے"۔

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَدْعُو إِلَى السَّحُورِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، وَقَالَ: "هَلُمُّوا إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ"۔[2]

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ رمضان کے مہینہ میں سحری کھانے کے لیے بلا رہے تھے، اور فرما رہے تھے: "آؤ صبح کے مبارک کھانے پر"۔

مسلمانوں اور اہل کتاب کے روزے کا فرق:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ"۔[3]

حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہمارے روزے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے"۔

---

(۱) نسائی، کتاب الصیام، باب تسمیۃ السحور غدا، رقم الحدیث: ۲۱۶۶۔

(۲) نسائی، کتاب الصیام، باب تسمیۃ السحور غدا، رقم الحدیث: ۲۱۶۵۔

(۳) مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور الخ، رقم الحدیث: ۲۵۵۰۔

بہترین سحری کھجور ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " نِعْمَ سَحُورُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ "۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔

(۱) ابی داؤد، کتاب الصیام، باب من سمی السحور الغدا، رقم الحدیث: ۲۳۴۵۔

روزہ کی نیت:

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"۔ (۲)

"بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے"۔

نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، زبان سے کہنا ضروری نہیں، مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے، اگر رات میں نیت کرے تو یوں کہے:

نَوَيْتُ اَنْ اَصُومَ غَدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ هٰذَا۔

یعنی نیت کی میں نے کہ اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا۔

اور اگر دن میں نیت کرے تو یہ کہے:

نَوَيْتُ اَنْ اَصُومَ هٰذَا الْيَوْمَ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ۔

میں نے نیت کی اللہ تعالیٰ کے لیے آج رمضان کا فرض روزہ رکھوں گا۔

اگر تبرک وطلب توفیق کے لیے نیت کے الفاظ میں انشاء اللہ بھی ملا لیا تو

(۲) بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الخ، رقم الحدیث: ۱۔

حرج نہیں ہے[۱]۔سحری کھانا بھی نیت ہے خواہ رمضان کے روزہ کے لیے ہو یا کسی اور روزہ کے لیے،مگر جب سحری کھاتے وقت یہ ارادہ ہے کہ روزہ نہ رکھے گا تو یہ سحری کھانا نیت نہیں۔[۲]

۞ روزہ کی نیت کا وقت:

ادائے روزۂ رمضان اور نذر معین اور نفل کے روزوں کے لیے نیت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے،اس وقت میں جب نیت کرلے، یہ روزے ہوجائیں گے۔دن میں نیت کرے،تو ضرور ہے کہ یہ نیت کرے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں اور اگر یہ نیت ہے کہ اب سے روزہ دار ہوں، صبح سے نہیں،تو روزہ نہ ہوا۔دن میں وہ نیت کام کی ہے کہ صبح صادق سے نیت کرتے وقت تک روزہ کے خلاف کوئی امر نہ پایا گیا ہو۔[۳]

(۱) بہارشریعت،ج:۱،ص:۹۶۸،روزہ کا بیان،ط:قادری کتاب گھر،بریلی شریف۔
(۲) بہارشریعت،ج:۱،ص:۹۶۹،روزہ کا بیان،ط:قادری کتاب گھر،بریلی شریف۔
(۳) ملخصاً،بہارشریعت،ج:۱۰،ص:۹۶۷-۹۶۹،روزہ کا بیان،ط:قادری کتاب گھر۔

افطار کا بیان

۞ افطاری میں جلدی کرنے کی فضیلت:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ"۔ (۱)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ اس وقت تک خیر پر باقی رہیں گے جب تک کہ وہ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے''۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ، لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَ"۔ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دین برابر غالب رہے گا جب تک کہ لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے، کیوں کہ یہود و نصاریٰ اس میں تاخیر کرتے ہیں''۔

عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ، قَالَ: "دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَا وَمَسْرُوقٌ، فَقُلْنَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ، قَالَتْ: أَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟

(۱) مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور، الخ، رقم الحدیث: ۲۵۵۴۔

(۲) ابی داؤد، کتاب الصیام، باب من یستحب من تعجیل الفطر، رقم الحدیث: ۲۳۵۳۔

قُلْنَا: عَبْدُ اللهِ، قَالَتْ: كَذَلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"۔ (۱)

حضرت ابو عطیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور مسروق دونوں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے کہا: ام المؤمنین! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو آدمی ہیں ان میں ایک افطار بھی جلدی کرتا ہے اور نماز بھی جلدی پڑھتا ہے، اور دوسرا ان دونوں چیزوں میں تاخیر کرتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ان دونوں میں افطار اور نماز میں جلدی کون کرتا ہے؟ ہم نے کہا: وہ عبداللہ ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے"۔

۞ کس چیز سے افطار کرنا مستحب ہے؟:

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلْيُفْطِرْ عَلَى التَّمْرِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدِ التَّمْرَ فَعَلَى الْمَاءِ فَإِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ"۔ (۲)

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو اسے کھجور سے افطار کرنا چاہیے اور اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے کرلے اس لیے کہ وہ پاکیزہ چیز ہے"۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، يَقُولُ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلَى تَمَرَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ"۔ (۳)

---

(۱) ابی داؤد، کتاب الصیام، باب من یستحب من تعجیل الفطر، رقم الحدیث: ۲۳۵۴۔

(۲) ابی داؤد، کتاب الصیام، باب ما یفطر علیه، رقم الحدیث: ۲۳۵۵۔

(۳) ابی داؤد، کتاب الصیام، باب ما یفطر علیه، رقم الحدیث: ۲۳۵۶۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز (مغرب) پڑھنے سے پہلے چند تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے، اگر تازہ کھجوریں نہ ملتیں تو خشک کھجوروں سے افطار کر لیتے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ مل پاتیں تو چند گھونٹ پانی نوش فرما لیتے۔

روزے دار کو افطار کرانے کی فضیلت:

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا"۔ (۱)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو اسے بھی اس کے برابر ثواب ملے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں سے ذرا بھی کم کیا جائے‘‘۔

دعائے افطار:

عَنِ ابْنَ عُمَرَ، وَقَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ، قَالَ: ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ"۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے: "**ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ**" ’’پیاس ختم ہوگئی، رگیں تر ہوگئیں، اور ان شاء اللہ اجر و ثواب طے ہوگیا‘‘۔

---

(۱) ترمذی، کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل من فطر صائما، رقم الحدیث: ۸۰۷۔

(۲) ابی داؤد، کتاب الصیام، باب القول عند الافطار، رقم الحدیث: ۲۳۵۷۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ، قَالَ: "اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ"۔ (۱)

حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: "اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ" "اے اللہ! میں نے تیری ہی خاطر روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا"۔

(۱) ابی داؤد، کتاب الصیام، باب القول عند الافطار، رقم الحدیث: ۲۳۵۸۔

افطار کی دعا افطار سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں

بعض حضرات دعاے افطار کو روزہ کھولنے سے پہلے پڑھتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے۔ مذکورہ بالا احادیث طیبہ سے یہ بات واضح ہے کہ افطار کی دعا افطار کرنے کے بعد پڑھنا سنت ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ افطار کرنے کے بعد دعا پڑھا کرو، چنانچہ مسند الحارث میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: ”یا علی! اذا کنت صائما فی شهر رمضان، فقل بعد افطارک: ”اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ““ ”اے علی! جب تو رمضان کے مہینے میں روزہ رکھو تو روزہ افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھا کرو: اے مولا! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا“۔(۱)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں سوال ہوا کہ دعاے روزۂ افطار کے بارے میں بعض علما فرماتے ہیں قبل افطار کہے اور بعض علما کہتے ہیں بعد افطار کہے، دونوں میں صحیح قول کس کا ہے؟۔ تو امام اہلسنت اس سوال کے جواب میں مستقل ایک تحقیقی رسالہ ہی تحریر فرما دیتے ہیں، جس کا نام ”العروس المعطار فی زمن دعوة الافطار“ رکھا جاتا ہے۔ امام اہلسنت کا تحقیقی جواب ذیل میں قدرے ترمیم و تلخیص کے ساتھ ملاحظہ کیجیے:

---

(۱) مسند الحارث، کتاب الوصایا، ج: ۱، ص: ۵۲۶۔

دعا روزۂ افطار افطار کر کے پڑھا جائے۔ اس لیے کہ حدیث ابی داؤد کہ ابن السنی نے کتاب عمل الیوم واللیلہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں یوں روایت کی:

عن معاذ بن زھرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افطر قال الحمد للہ الذی اعاننی فصمت و رزقنی فافطرت۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن زہرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ پڑھتے: سب حمد اللہ کی جس نے میری مدد فرمائی کہ میں نے روزہ رکھا اور مجھے رزق عطا فرمایا کہ میں نے افطار کیا۔

اور نیز ابن السنی نے کتاب مذکور اور طبرانی نے معجم کبیر اور دارقطنی نے سنن میں موصولاً یوں تخریج کی:

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افطر قال اللھم لک صمنا و علیٰ رزقک افطرنا فتقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! ہم نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا، ہماری طرف سے قبول فرما تو سننے اور جاننے والا ہے۔

اور نیز حدیث ابی داؤد و نسائی و دارقطنی و حاکم وغیرہم:

عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افطر قال ذھب الظما و ابتلت العروق و یثبت الاجر ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افطار کرتے تو فرماتے: پاس چلی گئی، رگیں تر ہوگئیں، اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اجر ثابت ہوگیا۔

ان سب کا مفاد صریح یہی کہ ''افطر'' شرط اور ''قال کذا'' اس کی جزا۔ اور جزا شرط سے مقدم نہیں ہوتی بلکہ جزا شرط سے موخر اور اس پر مترتب ہوتی ہے، یہ ہر اس پر واضح ہے جو فن نحو کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق رکھتا ہے۔

نیز ان دعاوں میں اَفْطَرْتُ (میں نے افطار کیا)، اَفْطَرْنَا (ہم نے افطار کیا)، ذَهَبَ الظَّمَأُ (پیاس چلے گئی)، وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ (رگیں تر ہوگئیں) سب صیغے ماضی ہیں۔

اور یہ بھی ظاہر ہے اور شاید جو یہ کہتے ہیں کہ دعا کو بعد افطار کہا جائے ان کو بھی یہ مسلم ہو کہ یہ دعائیں دن میں پڑھ لینے کی نہیں کہ ابھی تو وقت افطار بھی نہ آیا، اب اگر عمر بعد غروب شمس یہ دعائیں پڑھ کر افطار کرے اور زید بعد غروب فوراً افطار کر کے دعا پڑھے تو دیکھنا چاہیے کہ اس میں کس کا فعل اللہ عز وجل کو زیادہ محبوب ہے، حدیث شاہد عدل ہے کہ فعل زید زیادہ پسند حضرت جل وعلا ہے کہ رب العزت تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

''ان احب عبادی الی اعجلهم فطرا''

''مجھے اپنے بندوں میں وہ زیادہ پیارا ہے جو ان میں سب سے زیادہ جلد افطار کرتا ہے''۔

شک نہیں کہ صورت مذکورہ میں زید کا افطار جلد تر ہوا تو یہی طریقہ زیادہ پسند و مرضی رب اکبر ہوا۔

اور فعل اقدس حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتانے والے بھی اس کا انکار کرتے ہیں۔ عادت کریمہ تھی کہ قریب غروب کسی کو حکم

فرمائے کر بلندی پر جا کر آفتاب کو دیکھتا رہے، وہ نظر کرتا ہوتا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی خبر کے منتظر ہوتے، اُدھر اس نے عرض کی کہ سورج ڈوبا اِدھر حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خرما وغیرہ تناول فرمایا۔

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کان صائما امر رجلا اوفی علیٰ نشز فاذا قال غابت الشمس افطر۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب روزہ دار ہوتے تو کسی شخص کو بلند جگہ پر جا کر چاند دیکھنے کا حکم فرماتے، جب وہ کہتا سورج ڈوب گیا ہے، تو پھر افطار فرماتے۔

و فی روایۃ: امر رجلا یقوم علیٰ نشز من الارض فاذا قال قد وجبت الشمس افطر۔

کسی شخص کو حکم دیتے زمین کے اونچے مقام پر کھڑے ہوکر سورج دیکھو، جب وہ کہتا سورج ڈوب گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افطار فرماتے۔

و فی کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ للامام العارف سیدی عبدالوھاب الشعرانی قدس سرہ الربانی کانت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا تقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ھو صائم یتصرصد غروب الشمس بتمرۃ فلماتوارت القاھا فی فیہ۔

کشف الغمہ عن جمیع الامہ للامام عارف سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان یوں منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں دیکھا آپ کھجور پکڑے سورج کے غروب ہونے کا انتظار فرما رہے تھے، جیسے ہی وہ ڈوبا آپ نے کھجور منہ میں ڈال لی۔

مولانا علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث مذکور

ابی داؤد فرماتے ہیں:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا افطر قال ای دعا و قال ابن الملک ای قرأ بعد الافطار۔

یعنی رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو کہتے یعنی دعا فرماتے، ابن الملک نے کہا کہ آپ افطار کے بعد یہ کلمات پڑھتے۔

ان تقریرات سے واضح ہو گیا کہ مقتضائے سنت یہی ہے کہ افطار کے بعد دعا پڑھی جائے۔(۱)

(۱) ملخصاً، فتاوی رضویۃ، ج:۱۰، ص:۶۳۱ - ۶۴۵، ط: برکات رضا، گجرات۔

سال کے کن دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے

سال میں پانچ دن ایسے ہیں، جن میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

(۱) عید الفطر۔

(۲) عید الاضحیٰ۔

(۳) اور عید الاضحیٰ کے بعد تین دن یعنی ۱۱، ۱۲، اور ۱۳/ ذی الحجہ۔[۱]

۞ عیدین کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں:

عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: شَهِدْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي يَوْمِ النَّحْرِ، بَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ قَالَ: "سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ صَوْمِ هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ أَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ فَفِطْرُكُمْ مِنْ صَوْمِكُمْ وَعِيدٌ لِلْمُسْلِمِينَ، وَأَمَّا يَوْمُ الْأَضْحَى فَكُلُوا مِنْ لُحُومِ نُسُكِكُمْ"۔[۲]

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ابو عبید سعد کہتے ہیں کہ: "میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس دسویں ذی الحجہ کو موجود تھا، انہوں نے خطبے سے پہلے نماز شروع کی، پھر کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دو دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرماتے سنا ہے، عید الفطر کے دن، اس لیے کہ یہ تمہارے روزوں سے افطار کا دن اور مسلمانوں کی عید ہے اور عید الاضحیٰ کے دن اس لیے کہ اس دن تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاؤ"۔

---

(۱) کتب عامہ۔

(۲) ترمذی، کتاب الصیام، باب ماجاء فی کراھیۃ الصوم، رقم الحدیث: ۷۷۱۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامَيْنِ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ"۔ (۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوروزوں سے منع فرمایا: "یوم الاضحیٰ (بقرعید) کے روزے سے اور یوم الفطر (عید) کے روزے سے"۔

ایام تشریق میں روزہ رکھنا جائز نہیں:

عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلٍ، أَنَّهُ: دَخَلَ هُوَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَذَلِكَ الْغَدَ أَوْ بَعْدَ الْغَدِ مِنْ يَوْمِ الْأَضْحَى، فَقَرَّبَ إِلَيْهِمْ عَمْرٌو طَعَامًا، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: إِنِّي صَائِمٌ. فَقَالَ عَمْرٌو: "أَفْطِرْ، فَإِنَّ هَذِهِ الْأَيَّامَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِفِطْرِهَا وَيَنْهَانَا عَنْ صِيَامِهَا"، فَأَفْطَرَ عَبْدُ اللهِ، فَأَكَلَ وَأَكَلْتُ مَعَهُ۔ (۲)

حضرت عقیل کے آزاد کردہ غلام ابومرہ سے مروی ہے کہ وہ اور عبداللہ بن عمرو، ان کے والد سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عید الاضحیٰ کے بعد پہلے یا دوسرے دن (گیارہ یا بارہ ذی الحجہ کو) حاضر ہوئے تو سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے لیے کھانا لگایا، عبداللہ نے کہا: میرا روزہ ہے، سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: "روزہ توڑ دو کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ان دنوں میں کھانے کا حکم دیا اور روزہ رکھنے سے منع کیا ہے"۔ لہٰذا عبداللہ بن عمرو نے روزہ توڑ دیا اور کھانا کھایا، میں نے بھی ان کے ساتھ کھانا کھایا۔

(۱) ترمذی، کتاب الصیام، باب ماجاء فی کراھیۃ الصوم، رقم الحدیث: ۷۷۲۔

(۲) دارمی، کتاب الصوم، باب النھی عن الصیام ایام التشریق، رقم الحدیث: ۱۸۰۵۔

تراویح

تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ کے معنی ایک دفعہ آرام کرنا ہے جیسے تسلیمہ کے معنی ایک دفعہ سلام پھیرنا۔ رمضان المبارک کی راتوں میں نمازِ عشا کے بعد بیس رکعت با جماعت نماز پڑھنے کو تراویح کہا جاتا ہے، اس نماز کا نام تراویح اس لیے رکھا گیا کہ لوگ اس میں ہر چار رکعت کے بعد استراحت و آرام کیا کرتے تھے۔ (۱)

تراویح کی فضیلت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَن رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ''۔ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی رمضان میں (راتوں کو) ایمان رکھ کر اور ثواب کے لیے عبادت کرے اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں''۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ، ثُمَّ يَقُولُ: ''مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ''۔ (۳)

---

(۱) کتب عامہ۔

(۲) بخاری، کتاب الایمان، باب تطوع قیام رمضان من الایمان، رقم الحدیث: ۳۷۔

(۳) ابی داؤد، تفریع ابواب شھر رمضان، باب فی قیام شھر رمضان، رقم: ۱۳۷۱۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر تاکیدی حکم دیے رمضان کے قیام کی ترغیب دلاتے، پھر فرماتے: ''جس نے رمضان میں ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے''۔

۞ نماز تراویح کی رکعات:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ''كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِيْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةٍ، وَالْوِتْرِ''۔ (۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ میں بغیر جماعت کے بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے''۔

عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: ''كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةٍ''۔ (۲)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابۂ کرام رمضان کے مہینہ میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے''۔

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، قَالَ: ''كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي رَمَضَانَ بِثَلاثٍ وعِشْرِيْنَ رَكْعَةً''۔ (۳)

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ رمضان کے تئیس (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر) رکعتیں پڑھتے تھے۔

---

(۱) السنن الکبریٰ، کتاب الصلوٰۃ، باب عدد رکعات القیام الخ، رقم الحدیث: ۴۷۲۰۔

(۲) السنن الکبریٰ، کتاب الصلوٰۃ، باب عدد رکعات القیام الخ، رقم الحدیث: ۴۷۲۲۔

(۳) السنن الکبریٰ، کتاب الصلوٰۃ، باب عدد رکعات القیام الخ، رقم الحدیث: ۴۷۲۳۔

عَنْ أَبِي الْخَصِيبِ قَالَ : كَانَ يَؤُمّنَا سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ (۱)

حضرت ابوالخصیب کہتے ہیں: ''رمضان میں سوید بن غفلہ ہماری امامت کرتے تھے اور پانچ ترویحہ سے بیس رکعت نماز پڑھاتے تھے۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قال: ''دَعَا القُرَّاءَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً''، قال: ''كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُوْتِرُ بِهِمْ''۔ (۲)

حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خود وتر پڑھاتے تھے''۔

فِی رِوَایۃٍ: ''اَنَّ عَلِيَّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ اَمَرَ رَجُلًا أَنْ يُصَلِّي بِالنَّاسِ خَمسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً''۔ (۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''حضرت علی رضی اللہ نے ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پانچ ترویحہ کے ساتھ پڑھانے کا حکم دیا''۔

ترمذی شریف میں ''باب ماجاء فی قیام شهر رمضان'' کے تحت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے قیام رمضان یعنی تراویح کے باب میں احادیث پیش کرنے کے بعد تحریر فرمایا:

''وَأَكْثَرُ أَهلِ العِلْمِ عَلٰى مَا رُوِيَ عَن عَلِّيٍ وَ عُمَرَ وَ غَيْرِهِمَا مِنْ أَصحابِ النبيِّ صلى الله عليه وسلّم عِشْرِينَ

(۱) السنن الکبریٰ، کتاب الصلوٰۃ، باب عدد رکعات القیام الخ، رقم الحدیث: ۴۲۲۴۔

(۲) السنن الکبریٰ، کتاب الصلوٰۃ، باب عدد رکعات القیام الخ، رقم الحدیث: ۴۲۲۵۔

(۳) السنن الکبریٰ، کتاب الصلوٰۃ، باب عدد رکعات القیام الخ، رقم الحدیث: ۴۲۲۶۔

رَکْعَةً‘‘۔(۱)

’’اکثر اہل علم کا مذہب بیس رکعت تراویح ہے، جو حضرت علی، حضرت عمر، اور نبی کریم اللہ علیہ وسلم کے دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے‘‘۔

بہار شریعت میں ہے:

’’جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں اور یہی احادیث سے ثابت۔ بیہقی نے بسند صحیح سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ لوگ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اور عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں بھی یوہیں تھا۔ اور موطا میں یزید بن رومان سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں تیئس رکعتیں پڑھتے، بیہقی نے کہا اس میں تین رکعتیں وتر کی ہیں۔ اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائے۔(۲)

۞ بیس رکعت تراویح کی حکمت:

تراویح کے بیس رکعت ہونے میں یہ حکمت ہے کہ فرائض وواجبات کی اس سے تکمیل ہوتی ہے اور کل فرائض وواجب کی ہر روز بیس رکعتیں ہیں، لہٰذا مناسب ہے کہ یہ بھی بیس ہوں کہ مکمل ومکمل برابر ہوں۔(۳)

---

(۱) ترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی قیام شہر رمضان، ص:۱۶۶۔

(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۶۸۸ / ۶۸۹، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۶۸۹، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

تسبیح تراویح:

تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد جو ترویحہ ہوتا ہے، اس میں شریعت کی طرف سے کوئی خاص عمل، تسبیح یا دعا وغیرہ متعین نہیں، ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ کوئی بھی تسبیح پڑھے یا آہستہ قرآن پاک کی تلاوت کرے یا دعا کرے یا خاموش رہے، یا درج ذیل تسبیح پڑھے:

"سُبْحٰنَ ذِی الْمُلْکِ وَ الْمَلَکُوْتِ ، سُبْحٰنَ ذِی الْعِزَّةِ وَ الْعَظَمَةِ وَ الْهَیْبَةِ وَ الْقُدْرَةِ وَ الْکِبْرِیَاءِ وَ الْجَبَرُوْتِ۔ سُبْحٰنَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَ لَا یَمُوْتُ ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَّبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَ الرُّوْحِ ، اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّار ، یَامُجِیْرُ یَامُجِیْرُ یَامُجِیْرُ ، بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اللہ نَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّار"۔ (۱)

ترجمہ: پاک ہے ملک وملکوت والا۔ پاک ہے عزت و بزرگی اور بڑائی اور جبروت والا۔ پاک ہے بادشاہ جو زندہ ہے، جو نہ سوتا ہے، نہ مرتا ہے۔ پاک مقدس ہے فرشتوں اور روح کا مالک۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ سے ہم مغفرت چاہتے ہیں۔ تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں، اور جہنم سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

(۱) ردالمحتار، ج:۲، ص:۶۰۰، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل۔

مسائل تراویح

مسئلہ: تراویح مرد وعورت سب کے لیے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک جائز نہیں۔ اس پر خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مداومت فرمائی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ ''میری سنت اور سنت خلفائے راشدین کو اپنے اوپر لازم سمجھو''۔ اور خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی تراویح پڑھی اور اسے بہت پسند فرمایا۔ (۱)

مسئلہ: تراویح کا وقت فرض عشا کے بعد سے طلوع فجر تک ہے، وتر سے پہلے بھی ہو سکتی ہے اور بعد بھی تو اگر کچھ رکعتیں اس کی باقی رہ گئیں کہ امام وتر کو کھڑا ہو گیا تو امام کے ساتھ وتر پڑھ لے پھر باقی ادا کر لے جب کہ فرض جماعت سے پڑھے ہوں اور یہ افضل ہے، اور اگر تراویح پوری کر کے وتر تنہا پڑھے تو بھی جائز ہے۔ مستحب یہ ہے کہ تہائی رات تک تاخیر کریں اور آدھی رات کے بعد پڑھیں تو بھی کراہت نہیں۔ (۲)

مسئلہ: تراویح اگر فوت ہو جائیں تو ان کی قضا نہیں اور اگر قضا تنہا پڑھ لی تو تراویح نہیں بلکہ نفل مستحب ہیں، جیسے مغرب وعشا کی سنتیں۔ (۳)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۶۸۸، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۶۸۹، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۶۸۹، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: تراویح کی بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور اگر کسی نے بیسوں پڑھ کر آخر میں سلام پھیرا تو اگر ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا تو ہو جائے گی مگر کراہت کے ساتھ اور اگر قعدہ نہ کیا تھا تو دو رکعت کے قائم مقام ہوئیں۔(۱)

مسئلہ: احتیاط یہ ہے کہ جب دو دو رکعت پر سلام پھیرے تو ہر دو رکعت پر الگ الگ نیت کرے اور اگر ایک ساتھ بیسوں رکعت کی نیت کر لی تو بھی جائز ہے۔(۲)

مسئلہ: تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے اور دو مرتبہ فضیلت اور تین مرتبہ افضل۔ لوگوں کی سستی کی وجہ سے ختم کو ترک نہ کرے۔(۳)

مسئلہ: امام ومقتدی ہر دو رکعت پر ثنا پڑھیں اور بعد تشہد دعا بھی، ہاں اگر مقتدیوں پر گرانی ہو تو تشہد کے بعد "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ" پر اکتفا کرے۔(۴)

مسئلہ: تراویح میں اگر ایک قرآن ختم کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ستائیسویں شب میں ختم ہو پھر اگر اس رات میں یا اس کے پہلے ختم ہو تو تراویح آخر رمضان تک برابر پڑھتے رہیں کہ سنت مؤکدہ ہیں۔(۵)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱،ص:۶۸۹، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱،ص:۶۸۹، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱،ص:۶۸۹، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱،ص:۶۹۰، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہار شریعت، ج:۱،ص:۶۹۰، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: افضل یہ ہے کہ تمام شفعوں میں قرأت برابر ہو اور اگر ایسا نہ کیا جب بھی حرج نہیں۔ یوہیں ہر شفع کی پہلی رکعت اور دوسری کی قرأت مساوی ہو دوسری کی قرأت پہلی سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔(۱)

مسئلہ: قرأت اور ارکان کی ادا میں جلدی کرنا مکروہ ہے اور جتنی ترتیل زیادہ ہو بہتر ہے۔ یوہیں تعوذ و تسمیہ و طمانینت و تسبیح کا چھوڑ دینا بھی مکروہ ہے۔(۲)

مسئلہ: ہر چار رکعت پر اتنی دیر تک بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھیں، پانچویں ترویحہ اور وتر کے درمیان اگر بیٹھنا لوگوں پر گراں ہو تو نہ بیٹھے۔(۳)

مسئلہ: تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے کہ اگر مسجد کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو سب گنہگار ہوں گے اور اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گنہگار نہیں، مگر جو شخص مقتدا ہو کہ اس کے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی ہے اور چھوڑ دے گا تو لوگ کم ہو جائیں گے اسے بلا عذر جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں۔(۴)

مسئلہ: تراویح مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے، اگر گھر میں جماعت سے پڑھی تو جماعت کے ترک کا گناہ نہ ہوا، مگر وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔(۵)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۶۹۰، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۶۹۰، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۶۹۰، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص:۶۹۱، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہار شریعت، ج:۱، ص:۶۹۱، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: اگر عالم حافظ بھی ہو تو افضل یہ ہے کہ خود پڑھے دوسرے کی اقتدا نہ کرے اور اگر امام غلط پڑھتا ہو تو مسجد محلہ چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانے میں حرج نہیں۔ یوہیں اگر دوسری جگہ کا امام خوش آواز ہو یا ہلکی قرأت پڑھتا ہو یا مسجد محلہ میں ختم نہ ہوگا تو دوسری مسجد میں جانا جائز ہے۔ (۱)

مسئلہ: خوش خواں کو امام بنانا نہ چاہیے بلکہ درست خواں کو بنائیں۔ افسوس صد افسوس کہ اس زمانہ میں حفاظ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے، اکثر تو ایسا پڑھتے ہیں کہ "یَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ" کے سوا کچھ پتہ نہیں چلتا، الفاظ و حروف کھا جایا کرتے ہیں۔ اور جو اچھا پڑھنے والے کہے جاتے ہیں انھیں دیکھیے تو حروف صحیح نہیں ادا کرتے ہمزہ، الف، عین اور ذ، ز، ظ اور ث، س، ص، ت، ط وغیرہا حروف میں فرق نہیں کرتے، جس سے قطعاً نماز ہی نہیں ہوتی"۔ (۲)

مسئلہ: لوگوں نے تراویح پڑھ لی اب دوبارہ پڑھنا چاہتے ہیں تو تنہا تنہا پڑھ سکتے ہیں جماعت کی اجازت نہیں۔ (۳)

مسئلہ: افضل یہ ہے کہ ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھیں، اور اگر دو امام کے پیچھے پڑھنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ پورے ترویحہ پر امام بدلیں، مثلاً آٹھ ایک کے پیچھے اور بارہ دوسرے کے۔ (۴)

مسئلہ: رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے، خواہ اسی امام کے پیچھے جس کے پیچھے عشا اور تراویح پڑھی یا دوسرے کے پیچھے۔ (۵)

---

(۱) بہارشریعت، ج:۱، ص:۶۹۱، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہارشریعت، ج:۱، ص:۶۹۱، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہارشریعت، ج:۱، ص:۶۹۲، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہارشریعت، ج:۱، ص:۶۹۲، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہارشریعت، ج:۱، ص:۶۹۲، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: یہ جائز ہے کہ ایک شخص عشا و وتر پڑھائے اور دوسرا تراویح۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشا و وتر کی امامت کرتے تھے اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی۔ (۱)

مسئلہ: اگر سب لوگوں نے عشا کی جماعت ترک کر دی تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھیں۔ ہاں عشا جماعت سے ہوئی اور بعض کو جماعت نہ ملی، تو یہ جماعت تراویح میں شریک ہوں۔ (۲)

مسئلہ: اگر عشا جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے اور اگر عشا تنہا پڑھ لی اگرچہ تراویح با جماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔ (۳)

مسئلہ: تراویح بیٹھ کر پڑھنا بلا عذر مکروہ ہے، بلکہ بعضوں کے نزدیک تو ہوگی ہی نہیں۔ (۴)

مسئلہ: امام سے غلطی ہوئی کوئی سورت یا آیت چھوٹ گئی تو مستحب یہ ہے کہ اسے پہلے پڑھ کر پھر آگے بڑھے۔ (۵)

مسئلہ: دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا کھڑا ہو گیا تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور سجدہ کر لیا ہو تو چار پوری کر لے، مگر یہ دو شمار کی جائیں گی اور جو دو پر بیٹھ چکا ہے تو چار ہوئیں۔ (۶)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱،ص: ۶۹۲، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱،ص: ۶۹۳، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱،ص: ۶۹۳، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱،ص: ۶۹۳، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہار شریعت، ج:۱،ص: ۶۹۳، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۶) بہار شریعت، ج:۱،ص: ۶۹۳، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: تین رکعت پڑھ کر سلام پھیرا، اگر دوسری پر بیٹھا نہ تھا تو نہ ہوئیں ان کے بدلے کی دو رکعت پھر پڑھے۔ (۱)

مسئلہ: وتر پڑھنے کے بعد لوگوں کو یاد آیا کہ دو رکعتیں رہ گئیں تو جماعت سے پڑھ لیں اور آج یاد آیا کہ کل دو رکعتیں رہ گئی تھیں تو جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (۲)

مسئلہ: سلام پھیرنے کے بعد کوئی کہتا ہے دو ہوئیں کوئی کہتا ہے تین تو امام کے علم میں جو ہو اس کا اعتبار ہے اور امام کو کسی بات کا یقین نہ ہو تو جس کو سچا جانتا ہو اس کا قول اعتبار کرے۔ اگر اس میں لوگوں کو شک ہو کہ بیس ہوئیں یا اٹھارہ تو دو رکعت تنہا تنہا پڑھیں۔ (۳)

مسئلہ: اگر کسی وجہ سے نماز تراویح فاسد ہو جائے تو جتنا قرآن مجید ان رکعتوں میں پڑھا ہے اعادہ کریں تا کہ ختم میں نقصان نہ رہے۔ (۴)

مسئلہ: اگر کسی وجہ سے ختم نہ ہو تو سورتوں کی تراویح پڑھیں اور اس کے لیے بعضوں نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ "اَلَمْ تَرَ کَیْفَ" سے آخر تک دو بار پڑھنے میں بیس رکعتیں ہو جائیں گی۔ (۵)

مسئلہ: ایک بار بسم اللہ شریف جہر (اونچی آواز) سے پڑھنا سنت ہے اور ہر سورت کی ابتدا میں آہستہ پڑھنا مستحب اور یہ جو آج کل بعض جہال نے نکالا ہے کہ ایک سو چودہ بار بسم اللہ جہر سے پڑھی جائے ورنہ ختم نہ ہوگا، مذہب حنفی

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۶۹۴، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۶۹۴، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۶۹۴، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۶۹۴، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۶۹۴، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

میں بے اصل ہے۔[۱]

مسئلہ: متاخرین نے ختم تراویح میں تین بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا مستحب کہا اور بہتر یہ ہے کہ ختم کے دن پچھلی رکعت میں الٓمّٓ سے اَلْمُفْلِحُوْنَ تک پڑھے۔[۲]

مسئلہ: شبینہ کہ ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے، جس طرح آج کل رواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کررہا ہے، کچھ لوگ لیٹے ہیں، کچھ لوگ چائے پینے میں مشغول ہیں، کچھ لوگ مسجد کے باہر حقہ نوشی کررہے ہیں اور جب جی میں آیا ایک آدھ رکعت میں شامل بھی ہو گئے یہ ناجائز ہے۔[۳]

(۱) بہارشریعت، ج:۱،ص: ۶۹۴، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہارشریعت، ج:۱،ص: ۶۹۵، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہارشریعت، ج:۱،ص: ۶۹۵، تراویح کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

شب قدر اور آخری عشرہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

"اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ، لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ، سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ"۔ [القدر:۵-۱]

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا۔ اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر۔ اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے۔ وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔ [کنز الایمان]

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"حٰمٓ، وَ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ، اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ، اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ، رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"۔ [الدخان:۶-۱]

ترجمہ: قسم اس روشن کتاب کی۔ بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔ اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔ ہمارے پاس کے حکم سے بیشک ہم بھیجنے والے ہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے رحمت بیشک وہی سنتا جانتا ہے۔ [کنز الایمان]

برکت والی رات کی تفسیر کرتے ہوئے اکثر مفسرین فرماتے ہیں:

برکت والی رات سے شب قدر مراد ہے، اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ"۔ یعنی بے شک ہم نے اس قرآن

کوشب قدر میں نازل کیا۔ اس آیت میں ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے شب قدر میں قرآن مجید کو نازل فرمایا اور یہاں ارشاد فرمایا گیا کہ ''اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ'' یعنی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔

نیز اللہ جل وعلا نے ارشاد فرمایا: ''شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ''۔ یعنی رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ اس آیت میں فرمایا گیا کہ قرآن مجید کو رمضان کے مہینے میں نازل کیا گیا اور یہاں یوں ارشاد فرمایا: ''اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ'' یعنی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔ (۱)

۞ شب قدر کی وجہ تسمیہ:

شب قدر کو شب قدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس شب میں سال بھر کے احکام نافذ کیے جاتے ہیں اور فرشتوں کو سال بھر کے کاموں اور خدمات پر مامور کیا جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رات کی دیگر راتوں پر شرافت وقدر کے باعث اس کو شب قدر کہتے ہیں، اور یہ بھی منقول ہے کہ اس شب میں نیک اعمال مقبول ہوتے ہیں اور بارگاہ الٰہی میں ان کی قدر کی جاتی ہے اس لیے اس کو شب قدر کہتے ہیں۔ (۲)

۞ فضیلت شب قدر:

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: ''مَنۡ يَقُمۡ لَيۡلَةَ الۡقَدۡرِ إِيمَانًا وَاحۡتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡبِهِ''۔ (۳)

---

(۱) تفسیر صراط الجنان، تحت سورۃ الدخان، الآیۃ: ۳۔

(۲) تفسیر صراط الجنان، تحت سورۃ القدر، الآیۃ: ۱۔

(۳) بخاری، کتاب الایمان، باب قیام لیلۃ القدر من الایمان، رقم الحدیث: ۳۵۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص شب قدر ایمان کے ساتھ محض ثواب آخرت کے لیے ذکر و عبادت میں گزارے، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں''۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلَ رَمَضَانُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ، وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ''۔ (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رمضان آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ مہینہ آ گیا اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا وہ ہر طرح کے خیر سے محروم رہا، اور اس کی بھلائی سے محروم وہی رہے گا جو واقعی محروم ہو''۔

۞ آخری عشرہ میں نبی کریم کی عبادت کا معمول:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: ''كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ، شَدَّ مِئْزَرَهُ، وَأَحْيَا لَيْلَهُ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ''۔ (۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب آخری عشرہ آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (عبادت کے لیے) کمر کس لیتے اور ان راتوں میں آپ خود بھی جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ''كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهَا''۔ (۳)

---

(۱) ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان، رقم الحدیث: ۱۶۴۴۔

(۲) بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب العمل فی العشر الاواخر الخ، رقم: ۲۰۲۴۔

(۳) ترمذی، کتاب الصیام، باب ما جاء فی لیلۃ القدر، رقم الحدیث: ۷۹۶۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرماتی ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرے میں عبادت میں اس قدر محنت کرتے جتنی دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے''۔

۞ شب قدر کی دعا:

عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ ، أَرَأَيْتَ إِنْ وَافَقْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ مَا أَدْعُو ، قَالَ:"تَقُولِينَ: اللَّهُمَّ إِنَّك عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي"۔(۱)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر مجھے شب قدر مل جائے تو کیا دعا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دعا کرو: "اللَّهُمَّ إِنَّك عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي" اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے اور معافی و درگزر کو پسند کرتا ہے تو تو مجھ کو معاف فرمادے۔

(۱) ابن ماجہ، کتاب الدعا، باب الدعا بالعفو و العافیۃ، رقم الحدیث: ۳۸۵۰۔

شب قدر کس رات میں ہے

شب قدر کس رات میں ہے؟ اس سلسلے میں متعدد الگ الگ روایتیں ہیں، ذیل میں ان روایتوں کو پیش کیا جارہا ہے، طوالت سے بچنے کے لیے ہر ایک کے بارے میں صرف ایک روایت کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے:

۞ آخری دس دنوں میں:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَيَقُولُ: "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ"۔ (۱)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے اور فرماتے: ''رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر کو تلاش کرو''۔

۞ آخری دس دنوں کی طاق راتوں میں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ"۔ (۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ڈھونڈو''۔

(۱) بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب تحری لیلۃ القدر الخ، رقم الحدیث: ۲۰۲۰۔

(۲) بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب تحری لیلۃ القدر الخ، رقم الحدیث: ۲۰۱۷۔

۞ اکیسویں رات میں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ، فَإِذَا كَانَ حِينَ يُمْسِي مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً تَمْضِي، وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ، رَجَعَ إِلَى مَسْكَنِهِ، وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ، وَأَنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيهِ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا، فَخَطَبَ النَّاسَ، فَأَمَرَهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ: ''كُنْتُ أُجَاوِرُ هَذِهِ الْعَشْرَ، ثُمَّ قَدْ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هَذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ، فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَثْبُتْ فِي مُعْتَكَفِهِ، وَقَدْ أُرِيتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا، فَابْتَغُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، وَابْتَغُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ، وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ''، فَاسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَأَمْطَرَتْ، فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِي مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ، فَبَصُرَتْ عَيْنِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، انْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ، وَوَجْهُهُ مُمْتَلِئٌ طِينًا وَمَاءً''۔(۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اس عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے جو مہینے کے بیچ میں پڑتا ہے۔ بیس راتوں کے گزر جانے کے بعد جب اکیسویں تاریخ کی رات آتی تو شام کو آپ گھر واپس آجاتے۔ جو لوگ آپ کے ساتھ اعتکاف میں ہوتے وہ بھی اپنے گھروں میں واپس آجاتے۔ ایک مرتبہ ایک رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات کو اعتکاف میں رہے، جس میں آپ واپس ہو جاتے تھے، اس کے بعد آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور جو کچھ اللہ پاک نے چاہا، آپ نے لوگوں کو اس

---

(۱) بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب تحری لیلۃ القدر الخ، رقم الحدیث: ۲۰۱۸۔

کا حکم دیا، پھر فرمایا: ''میں اس (دوسرے) عشرہ میں اعتکاف کیا کرتا تھا، لیکن اب مجھ پر یہ ظاہر ہوا کہ اب اس آخری عشرہ میں مجھے اعتکاف کرنا چاہیے، اس لیے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ اپنے معتکف ہی میں ٹھہرا رہے اور مجھے خواب میں شب قدر دکھائی گئی لیکن پھر بھلوا دی گئی۔ اس لیے تم لوگ اسے آخری عشرہ (کی طاق راتوں) میں تلاش کرو۔ میں نے (خواب میں) اپنے کو دیکھا کہ اس رات کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں''۔ پھر اس رات آسمان پر ابر ہوا اور بارش برسی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ (چھت سے) پانی ٹپکنے لگا۔ یہ اکیسویں کی رات کا ذکر ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد واپس ہو رہے تھے۔ اور آپ کے چہرہ مبارک پر کیچڑ لگی ہوئی تھی۔

۞ تیئیسویں رات میں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ، أَنّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، ثُمّ أُنْسِيتُهَا، وَأَرَانِي صُبْحَهَا أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ''، قَالَ: فَمُطِرْنَا لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ، فَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْصَرَفَ، وَإِنّ أَثَرَ الْمَاءِ وَالطِّينِ عَلَى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ، قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُنَيْسٍ يَقُولُ: ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ''۔ (۱)

حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے شب قدر دکھائی گئی پھر مجھے بھلا دی گئی، اس کی صبح میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں''۔ حضرت عبد اللہ کہتے کہ تیئیسویں رات بارش ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں نماز

---

(۱) مسلم، کتاب الصیام، باب فضل لیلۃ القدر الخ، رقم الحدیث: ۲۷۷۵۔

پڑھائی پھر آپ نے (رخ) پھیرا تو آپ کی پیشانی اور ناک پر پانی اور مٹی کے نشانات تھے۔ حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے تئیسویں رات (شب قدر) ہے۔

اکیسویں، تئیسویں اور پچیسویں رات میں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى، فِي سَابِعَةٍ تَبْقَى، فِي خَامِسَةٍ تَبْقَى"۔ (۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، جب نو راتیں باقی رہ جائیں یا سات راتیں باقی رہ جائیں یا پانچ راتیں باقی رہ جائیں''۔

آخری سات دنوں میں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرُوا اللَّيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ"۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بعض صحابۂ کرام کو شب قدر خواب میں آخری سات راتوں میں دکھلائی گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے سب کے خواب آخری سات راتوں کے بارے میں متفق ہو گئے ہیں، اس لیے جسے اس کی تلاش ہو وہ اسی

---

(۱) بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب تحری لیلۃ القدر الخ، رقم الحدیث: ۲۰۲۱۔

(۲) بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب التماس لیلۃ القدر الخ، رقم الحدیث: ۲۰۱۵۔

آخری سات راتوں میں تلاش کرے‘‘۔

ستائیسویں رات میں:

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، يَقُولُ: سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ، يَقُولُ: مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، فَقَالَ: رَحِمَهُ اللهُ أَرَادَ أَنْ لَا يَتَّكِلَ النَّاسُ أَمَا إِنَّهُ قَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ، وَأَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ، ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِي أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ، فَقُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ تَقُولُ ذَلِكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ؟، قَالَ: بِالْعَلَامَةِ أَوْ بِالْآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا‘‘۔ (۱)

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ: آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو سال بھر قیام کرے گا، وہ لیلۃ القدر کو پالے گا۔ انہوں نے فرمایا: اللہ ان پر رحم فرمائے، انھوں نے چاہا کہ لوگ (کم راتوں کی عبادت پر) قناعت نہ کرلیں ورنہ وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ رمضان ہی میں ہے اور آخری عشرے میں ہے اور یہ بھی کہ وہ ستائیسویں رات ہے۔ پھر انہوں نے استثنا کیے (ان شاء اللہ کہے) بغیر قسم کھا کر کہا: وہ ستائیسویں رات ہی ہے اس پر میں نے کہا: ابو منذر! یہ بات آپ کس بنا پر کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اس علامت یا نشانی کی بنا پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائی ہے کہ یہ وہ رات ہے جس کے بعد کے دن جو سورج طلوع ہوتا ہے، اس کی شعائیں نہیں ہوتیں۔

(۱) مسلم، کتاب الصیام، باب فضل لیلۃ القدر الخ، رقم الحدیث: ۲۷۷۷۔

شب قدر کو پوشیدہ رکھے جانے کی وجوہات:

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے شب قدر کو چند وجوہ کی بنا پر پوشیدہ رکھا ہے۔

(۱) جس طرح دیگر اشیاء کو پوشیدہ رکھا، مثلاً اللہ عزوجل نے اپنی رضا کو اطاعتوں میں پوشیدہ فرمایا تاکہ بندے ہر اطاعت میں رغبت حاصل کریں۔ اپنے غضب کو گناہوں میں پوشیدہ فرمایا تاکہ ہر گناہ سے بچتے رہیں۔ اپنے ولی کو لوگوں میں پوشیدہ رکھا تاکہ لوگ سب کی تعظیم کریں۔ دعا کی قبولیت کو دعاؤں میں پوشیدہ رکھا تاکہ وہ سب دعاؤں میں مبالغہ کریں۔ اسم اعظم کو اسماء میں پوشیدہ رکھا تاکہ وہ سب اسماء کی تعظیم کریں۔ اور نمازِ وُسطٰی کو نمازوں میں پوشیدہ رکھا تاکہ تمام نمازوں کی پابندی کریں۔ توبہ کی قبولیت کو پوشیدہ رکھا تاکہ بندہ توبہ کی تمام اقسام پر ہمیشگی اختیار کرے اور موت کا وقت پوشیدہ رکھا تاکہ بندہ خوف کھاتا رہے، اسی طرح شب قدر کو بھی پوشیدہ رکھا تاکہ لوگ رمضان کی تمام راتوں کی تعظیم کریں۔

(۲) گویا کہ اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے: اگر میں شب قدر کو معین کر دیتا اور یہ کہ میں گناہ پر تیری جرأت کو بھی جانتا ہوں تو اگر کبھی شہوت تجھے اس رات میں گناہ کے کنارے لا چھوڑتی اور تو گناہ میں مبتلا ہو جاتا تو تیرا اس رات کو جاننے کے باوجود گناہ کرنا لاعلمی کے ساتھ گناہ کرنے سے زیادہ سخت ہوتا، پس اس وجہ سے میں نے اسے پوشیدہ رکھا۔

(۳) گویا کہ ارشاد فرمایا میں نے اس رات کو پوشیدہ رکھا تاکہ شرعی احکام کا پابند بندہ اس رات کی طلب میں محنت کرے اور اس محنت کا ثواب کمائے۔

(۴) جب بندے کو شب قدر کا یقین حاصل نہ ہوگا تو وہ رمضان کی ہر رات میں اس امید پر اللہ عزوجل کی اطاعت میں کوشش کرے گا کہ ہوسکتا ہے کہ یہی رات شب قدر ہو۔[۱]

(۱) تفسیر صراط الجنان، تحت سورۃ القدر، الآیۃ:۱۔

اعتکاف

اعتکاف عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا لغوی معنیٰ ہے ٹھہرنا۔ اصطلاح شرع میں دنیا کے سارے کاروبار چھوڑ کر عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں اور عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے والے کو معتکِف اور جائے اعتکاف کو معتکَف کہتے ہیں۔ (۱)

۞ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ” فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ، وَيُجْرَى لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا“۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معتکف کے بارے میں فرمایا: ”اعتکاف کرنے والا تمام گناہوں سے رکا رہتا ہے، اور اس کو ان نیکیوں کا ثواب جن کو وہ نہیں کرسکتا ان تمام نیکیوں کے کرنے والے کی طرح ملے گا“۔

۞ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، أَنّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”كَانَ

---

(۱) کتب عامہ۔

(۲) ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فی ثواب الاعتکاف، رقم الحدیث: ۱۷۸۱۔

يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ"۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔

زیادہ ثواب کے لیے بیس دن کا اعتکاف:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: "كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانٍ عَشْرَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا"۔ (۲)

حضر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال رمضان میں دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے، لیکن جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا، اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن کا اعتکاف کیا تھا۔

اقسام اعتکاف:

اعتکاف کی تین قسم ہے۔

(۱) اعتکاف واجب۔

(۲) اعتکاف سنت۔

(۳) اعتکاف نفل۔

☆ اعتکاف واجب:

اعتکاف کی منت مانی یعنی زبان سے کہا: "اللہ عزوجل کے لیے میں فلاں دن یا اتنے دن کا اعتکاف کروں گا" تو اب جتنے دن کا کہا ہے اتنے دن کا اعتکاف کرنا واجب ہو گیا۔ منت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا شرط ہے، صرف

---

(۱) ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فی المعتکف الخ، رقم الحدیث: ۱۷۷۳۔

(۲) بخاری، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الخ، رقم الحدیث: ۲۰۴۴۔

دل ہی دل میں منت کی نیت کر لینے سے منت صحیح نہیں ہوتی۔ منت کا اعتکاف مرد مسجد میں کرے اور عورت مسجد بیت میں یعنی گھر کے اس جگہ میں جو جگہ عورت نے نماز کے لیے مخصوص کر رکھی ہے۔ اعتکاف واجب میں روزہ بھی شرط ہے۔ یہاں تک کہ اگر ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور یہ کہا کہ روزہ نہ رکھے گا جب بھی روزہ رکھنا واجب ہے۔

☆ **اعتکاف سنت:**

رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتقاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، اگر سب ترک کریں گے تو سب سے مطالبہ ہوگا اور اگر شہر میں ایک نے کر لیا تو سب بری الذمہ۔ اس اعتکاف میں یہ ضروری ہے کہ ماہ رمضان کی بیسویں تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے مسجد کے اندر بہ نیت اعتکاف موجود ہو اور انتیس کے چاند کے بعد یا تیس کے غروب آفتاب کے بعد مسجد سے باہر نکلے، اگر بیس رمضان المبارک کو غروب آفتاب کے بعد مسجد میں داخل ہوئے تو اعتکاف کی سنت مؤکدہ ادا نہ ہوئی۔ اعتکاف سنت میں بھی روزہ شرط ہے، لہٰذا اگر کسی مریض یا مسافر نے اعتکاف تو کیا مگر روزہ نہ رکھا تو سنت ادا نہ ہوئی بلکہ نفل ہوا۔

☆ **اعتکاف مستحب:**

واجب اور سنت مؤکدہ کے علاوہ جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب و سنّتِ غیر موکدہ ہے۔ اس کے لیے نہ روزہ شرط ہے نہ کوئی وقت کی قید، جب بھی مسجد میں داخل ہوں اعتکاف کی نیت کر لیں، جب مسجد سے باہر نکلیں گے اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں، اگر دل ہی میں آپ نے ارادہ کر لیا کہ ''میں سنت عتکاف کی نیت کرتا ہوں'' آپ معتکف ہو گئے، دل میں نیت حاضر ہوتے ہوئے زبان سے بھی یہی الفاظ کہہ لینا بہتر ہے۔

مادری زبان میں بھی نیت ہوسکتی ہے، مگر عربی میں زیادہ بہتر۔ عربی میں اعتکاف کی نیت اس طرح کریں:

"نَوَیْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِکَاف"۔

میں نے سنت اعتکاف کی نیت کی۔[1]

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"مستحب ہے کہ آدمی جب مسجد میں جائے اعتکاف کی نیت کرلے، جب تک مسجد میں رہے گا اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا"۔[2]

(۱) مفہوماً، بہارِ شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۱، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۸، ص:۹۸، باب احکام المساجد، ط: برکاتِ رضا، گجرات۔

مسائل اعتکاف

مسئلہ: اگر رات کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ رات میں روزہ نہیں ہوسکتا اور اگر یوں کہا کہ ایک دن رات کا مجھ پر اعتکاف ہے تو یہ منت صحیح ہے، اور اگر آج کے اعتکاف کی منت مانی اور کھانا کھا چکا ہے تو منت صحیح نہیں۔ یوہیں اگر ضحوۂ کبریٰ کے بعد منت مانی اور روزہ نہ تھا تو یہ منت صحیح نہیں کہ اب روزہ کی نیت نہیں کرسکتا، بلکہ اگر روزہ کی نیت کرسکتا ہو مثلاً ضحوۂ کبریٰ سے قبل جب بھی منت صحیح نہیں کہ یہ روزہ نفل ہوگا اور اس اعتکاف میں روزۂ واجب درکار۔ (۱)

مسئلہ: یہ ضرور نہیں کہ خاص اعتکاف ہی کے لیے روزہ ہو بلکہ روزہ ہونا ضروری ہے، اگرچہ اعتکاف کی نیت سے نہ ہو مثلاً اس رمضان کے اعتکاف کی منت مانی تو وہی رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لیے کافی ہیں اور اگر رمضان کے روزے تو رکھے مگر اعتکاف نہ کیا تو اب ایک ماہ کے روزے رکھے اور اس کے ساتھ اعتکاف کرے اور اگر یوں نہ کیا یعنی روزے رکھ کر اعتکاف نہ کیا اور دوسرا رمضان آ گیا تو اس رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لیے کافی نہیں۔ یوہیں اگر کسی اور واجب کے روزے رکھے تو یہ اعتکاف ان روزوں کے ساتھ بھی ادا نہیں ہوسکتا، بلکہ اب اس کے لیے خاص اعتکاف کی نیت سے روزے رکھنا ضروری ہے اور اگر اس صورت میں کہ رمضان کے اعتکاف کی

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۲، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

منت مانی تھی نہ روزے رکھے، نہ اعتکاف کیا اب ان روزوں کی قضا رکھ رہا ہے تو ان قضا روزوں کے ساتھ وہ اعتکاف کی منت بھی پوری کر سکتا ہے۔(۱)

مسئلہ: نفلی روزہ رکھا تھا اور اس دن کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ اعتکاف واجب کے لیے نفلی روزہ کافی نہیں اور یہ روزہ واجب ہو نہیں سکتا۔(۲)

مسئلہ: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت رمضان میں پوری نہیں کر سکتا بلکہ خاص اس اعتکاف کے لیے روزے رکھنے ہوں گے۔(۳)

مسئلہ: عورت نے اعتکاف کی منت مانی تو شوہر منت پوری کرنے سے روک سکتا ہے اور اب بائن ہونے یا موت شوہر کے بعد منت پوری کرے۔(۱)

مسئلہ: شوہر نے عورت کو اعتکاف کی اجازت دے دی اب روکنا چاہے تو نہیں روک سکتا۔(۴)

مسئلہ: شوہر نے ایک مہینے کے اعتکاف کی اجازت دی اور عورت لگا تار پورے مہینے کا اعتکاف کرنا چاہتی ہے تو شوہر کو اختیار ہے کہ یہ حکم دے کہ تھوڑے تھوڑے کر کے ایک مہینہ پورا کر لے اور اگر کسی خاص مہینے کی اجازت دی ہے تو اب اختیار نہ رہا۔(۵)

مسئلہ: اعتکاف واجب میں معتکف کو مسجد سے بغیر عذر نکلنا حرام ہے، اگر نکلا تو اعتکاف جاتا رہا اگرچہ بھول کر نکلا ہو۔ یوہیں اعتکاف سنت بھی بغیر عذر

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۲، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۲) بہار شریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۳، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۳) بہار شریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۳، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۴) بہار شریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۳، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۵) بہار شریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۳، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

نکلنے سے جاتا رہتا ہے۔ یوہیں عورت نے مسجد بیت میں اعتکاف واجب یا مسنون کیا تو بغیر عذر وہاں سے نہیں نکل سکتی، اگر وہاں سے نکلی اگرچہ گھر ہی میں رہی اعتکاف جاتا رہا۔(۱)

مسئلہ: معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں:

ایک حاجت طبعی کہ مسجد میں پوری نہ ہو سکے، جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجا، وضو اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل، مگر غسل و وضو میں یہ شرط ہے کہ مسجد میں نہ ہو سکیں یعنی کوئی ایسی چیز نہ ہو جس میں وضو و غسل کا پانی لے سکے اس طرح کہ مسجد میں پانی کی کوئی بوند نہ گرے کہ وضو و غسل کا پانی مسجد میں گرانا ناجائز ہے اور لگن وغیرہ موجود ہو کہ اس میں وضو اس طرح کرسکتا ہے کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ گرے تو وضو کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ یوہیں اگر مسجد میں وضو و غسل کے لیے جگہ بنی ہو یا حوض ہو تو باہر جانے کی اب اجازت نہیں۔

دوم حاجت شرعی مثلاً عید یا جمعہ کے لیے جانا یا اذان کہنے کے لیے منارہ پر جانا، جب کہ منارہ پر جانے کے لیے باہر ہی سے راستہ ہو اور اگر منارہ کا راستہ اندر سے ہو تو غیر مؤذن بھی منارہ پر جاسکتا ہے مؤذن کی تخصیص نہیں۔(۲)

مسئلہ: قضائے حاجت کو گیا تو طہارت کر کے فوراً چلا آئے ٹھہرنے کی اجازت نہیں اور اگر معتکف کا مکان مسجد سے دور ہے اور اس کے دوست کا مکان قریب تو یہ ضرور نہیں کہ دوست کے یہاں قضائے حاجت کو جائے، بلکہ اپنے مکان پر بھی جاسکتا ہے اور اگر اس کے خود دو مکان ہیں، ایک نزدیک، دوسرا دور تو نزدیک والے مکان میں جائے کہ بعض مشائخ فرماتے ہیں: دور والے میں

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۳، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۳، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (۱)

مسئلہ: جمعہ اگر قریب کی مسجد میں ہوتا ہے تو آفتاب ڈھلنے کے بعد اس وقت جائے کہ اذان ثانی سے پیشتر سنتیں پڑھ لے اور اگر دور ہو تو آفتاب ڈھلنے سے پہلے بھی جا سکتا ہے، مگر اس انداز سے جائے کہ اذان ثانی کے پہلے سنتیں پڑھ سکے زیادہ پہلے نہ جائے۔ اور یہ بات اس کی رائے پر ہے جب اس کی سمجھ میں آجائے کہ پہنچنے کے بعد صرف سنتوں کا وقت باقی رہے گا، چلا جائے اور فرض جمعہ کے بعد چار یا چھ رکعتیں سنتوں کی پڑھ کر چلا آئے اور ظہر احتیاطی پڑھنی ہے تو اعتکاف والی مسجد میں آکر پڑھے اور اگر پچھلی سنتوں کے بعد واپس نہ آیا، وہیں جامع مسجد میں ٹھہرا رہا، اگرچہ ایک دن رات تک وہیں رہ گیا یا اپنا اعتکاف وہیں پورا کیا تو بھی وہ اعتکاف فاسد نہ ہوا مگر یہ مکروہ ہے اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف کیا، وہاں جمعہ نہ ہوتا ہو۔ (۲)

مسئلہ: اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جہاں جماعت نہیں ہوتی تو جماعت کے لیے نکلنے کی اجازت ہے۔ (۳)

مسئلہ: اعتکاف کے زمانہ میں حج یا عمرہ کا احرام باندھا تو اعتکاف پورا کر کے جائے اور اگر وقت کم ہے کہ اعتکاف پورا کرے گا تو حج جاتا رہے گا تو حج کو چلا جائے پھر سرے سے اعتکاف کرے۔ (۴)

مسئلہ: اگر وہ مسجد گر گئی یا کسی نے مجبور کر کے وہاں سے نکال دیا اور فوراً دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔ (۵)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۴، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۴، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۴، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۵، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۵، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: اگر ڈوبنے یا جلنے والے کو بچانے کے لیے مسجد سے باہر گیا یا گواہی دینے کے لیے گیا یا جہاد میں سب لوگوں کا بلاوا ہوا اور یہ بھی نکلا یا مریض کی عیادت یا نماز جنازہ کے لیے گیا، اگر چہ کوئی دوسرا پڑھنے والا نہ ہو تو ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہوگیا۔ (۱)

مسئلہ: اگر منت مانتے وقت یہ شرط کرلی کہ مریض کی عیادت اور نماز جنازہ اور مجلس علم میں حاضر ہوگا تو یہ شرط جائز ہے۔ اب اگر ان کاموں کے لیے جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا، مگر خالی دل میں نیت کر لینا کافی نہیں بلکہ زبان سے کہہ لینا ضروری ہے۔ (۲)

مسئلہ: پاخانہ پیشاب کے لیے گیا تھا، قرض خواہ نے روک لیا اعتکاف فاسد ہوگیا۔ (۳)

مسئلہ: معتکف کو وطی کرنا اور عورت کا بوسہ لینا یا چھونا یا گلے لگانا حرام ہے۔ جماع سے بہر حال اعتکاف فاسد ہوجائے گا، انزال ہو یا نہ ہو قصداً ہو یا بھولے سے، مسجد میں ہو یا باہر، رات میں ہو یا دن میں۔ جماع کے علاوہ اوروں میں اگر انزال ہو تو فاسد ہے ورنہ نہیں، احتلام ہوگیا یا خیال جمانے یا نظر کرنے سے انزال ہوا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔ (۴)

مسئلہ: معتکف نے دن میں بھول کر کھالیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا، گالی گلوج یا جھگڑا کرنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا مگر بے نور و بے برکت ہوتا ہے۔ (۵)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۵، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۵، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۵، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۵، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۶، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: معتکف نکاح کرسکتا ہے اور عورت کو رجعی طلاق دی ہے تو رجعت بھی کرسکتا ہے، مگران امور کے لیے اگر مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ مگر جماع اور بوسہ وغیرہ سے اس کو رجعت حرام ہے، اگر چہ رجعت ہو جائے گی۔ (۱)

مسئلہ: معتکف نے حرام مال یا نشہ کی چیز رات میں کھائی تو اعتکاف فاسد نہ ہوا مگراس حرام کا گناہ ہوا توبہ کرے۔ (۲)

مسئلہ: بے ہوشی اور جنون اگر طویل ہوں کہ روزہ نہ ہو سکے تو اعتکاف جاتا رہااور قضا واجب ہے، اگر چہ کئی سال کے بعد صحت ہواور اگر معتوہ یعنی بوہرا ہوگیا، جب بھی اچھے ہونے کے بعد قضا واجب ہے۔ (۳)

مسئلہ: معتکف مسجد ہی میں کھائے پیے سوئے ان امور کے لیے مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف جاتا رہے گا، مگر کھانے پینے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔ (۴)

مسئلہ: معتکف کے سوااور کسی کو مسجد میں کھانے پینے سونے کی اجازت نہیں اور اگر یہ کام کرنا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے یا ذکر الٰہی کرے پھر یہ کام کرسکتا ہے۔ (۵)

مسئلہ: معتکف کو اپنی یا بال بچوں کی ضرورت سے مسجد میں کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ نہ

---

(۱) بہارشریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۶، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۲) بہارشریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۶، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۳) بہارشریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۶، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۴) بہارشریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۶، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۵) بہارشریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۶، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

گھیرے اور اگر خرید و فروخت بقصد تجارت ہو تو ناجائز اگرچہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو۔[۱]

مسئلہ: معتکف اگر بہ نیت عبادت سکوت کرے یعنی چپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر چپ رہنا ثواب کی بات سمجھ کر نہ ہو تو حرج نہیں اور بری بات سے چپ رہا تو یہ مکروہ نہیں، بلکہ یہ تو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے کیوں کہ بری بات زبان سے نہ نکالنا واجب ہے اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ یعنی مباح بات بھی معتکف کو مکروہ ہے، مگر بوقت ضرورت اور بے ضرورت مسجد میں مباح کلام نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔[۲]

مسئلہ: معتکف نہ چپ رہے، نہ کلام کرے تو کیا کرے؟۔ یہ کرے قرآن مجید کی تلاوت، حدیث شریف کی قرأت اور درود شریف کی کثرت، علم دین کا درس و تدریس، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سیر و اذکار اور اولیا و صالحین کی حکایت اور امور دین کی کتابت۔[۳]

مسئلہ: ایک دن کے اعتکاف کی منت مانی تو اس میں رات داخل نہیں، طلوع فجر سے پیشتر مسجد میں چلا جائے اور غروب کے بعد چلا آئے اور اگر دو دن یا تین دن یا زیادہ دنوں کی منت مانی یا دو یا تین یا زیادہ راتوں کے اعتکاف کی منت مانی تو ان دونوں صورتوں میں اگر صرف دن یا صرف راتیں مراد لیں تو نیت صحیح ہے، لہٰذا پہلی صورت میں منت صحیح ہے اور صرف دنوں میں اعتکاف واجب ہوا اور اس صورت میں اختیار ہے کہ اتنے دنوں کا لگا تار اعتکاف کرے یا

(۱) بہار شریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۶، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۶، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۷، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

متفرق طور پر۔ اور دوسری صورت میں منت صحیح نہیں کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے اور رات میں روزہ ہو نہیں سکتا اور اگر دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں مراد ہیں یا کچھ نیت نہ کی تو دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور علی الاتصال اتنے دنوں میں اعتکاف ضروری ہے، تفریق نہیں کرسکتا۔

نیز اس صورت میں یہ بھی ضرور ہے کہ دن سے پہلے جو رات ہے، اس میں اعتکاف ہو، لہٰذا غروب آفتاب سے پہلے جائے اعتکاف میں چلا جائے اور جس دن پورا ہو غروب آفتاب کے بعد نکل آئے اور اگر دن کی منت مانی اور کہتا یہ ہے کہ میں نے دن کہہ کر رات مراد لی، تو یہ نیت صحیح نہیں، دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے۔ (۱)

مسئلہ: عید کے دن کے اعتکاف کی منت مانی تو کسی اور دن میں جس دن روزہ رکھنا جائز ہے، اس کی قضا کرے اور اگر یمین کی نیت تھی تو کفارہ دے اور عید ہی کے دن کرلیا تو منت پوری ہوگئی مگر گنہگار رہا۔ (۲)

مسئلہ: کسی دن یا کسی مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو اس سے پیشتر بھی اس منت کو پورا کرسکتا ہے یعنی جبکہ معلق نہ ہو اور مسجد حرم شریف میں اعتکاف کرنے کی منت مانی تو دوسری مسجد میں بھی کرسکتا ہے۔ (۳)

مسئلہ: ماہ گزشتہ کے اعتکاف کی منت مانی تو صحیح نہیں۔ منت مان کر معاذ اللہ مرتد ہوگیا تو منت ساقط ہوگئی پھر مسلمان ہوا تو اس کی قضا واجب نہیں۔ (۴)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۷، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۷، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۸، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۸، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور مر گیا تو ہر روز کے بدلے بقدر صدقۂ فطر کے مسکین کو دیا جائے یعنی جب کہ وصیت کی ہو اور اس پر واجب ہے کہ وصیت کر جائے اور وصیت نہ کی، مگر وارثوں نے اپنی طرف سے فدیہ دے دیا، جب بھی جائز ہے۔ مریض نے منت مانی اور مر گیا تو اگر ایک دن کو بھی اچھا ہو گیا تھا تو ہر روز کے بدلے صدقہ فطر کی قدر دیا جائے اور ایک دن کو بھی اچھا نہ ہوا تو کچھ واجب نہیں۔ (۱)

مسئلہ: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ بات اس کے اختیار میں ہے کہ جس مہینے کا چاہے اعتکاف کرے، مگر لگا تار اعتکاف میں بیٹھنا واجب ہے اور اگر یہ کہے کہ میری مراد ایک مہینے کے صرف دن تھے، راتیں نہیں تو یہ قول نہیں مانا جائے گا۔ دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور تیس دن کہا تھا جب بھی یہی حکم ہے۔ ہاں اگر منت مانتے وقت یہ کہا تھا کہ ایک مہینے کے دنوں کا اعتکاف ہے، راتوں کا نہیں تو صرف دنوں کا اعتکاف واجب ہوا اور اب یہ بھی اختیار ہے کہ متفرق طور پر تیس دن کا اعتکاف کر لے اور اگر یہ کہا تھا کہ ایک مہینے کی راتوں کا اعتکاف ہے، دنوں کا نہیں تو کچھ نہیں۔ (۲)

مسئلہ: اعتکاف نفل اگر چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں کہ وہیں تک ختم ہو گیا اور اعتکاف مسنون کہ رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لیے بیٹھا تھا، اسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اس ایک دن کی قضا کرے، پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں اور منت کا اعتکاف توڑا تو اگر کسی معین مہینے کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرے، ورنہ اگر علی الاتصال واجب ہوا تھا تو سرے سے اعتکاف

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۸، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۰۲۸، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

کرے اور علی الاتصال واجب نہ تھا تو باقی کا اعتکاف کرے۔[۱]

مسئلہ: اعتکاف کی قضا صرف قصداً توڑنے سے نہیں بلکہ اگر عذر کی وجہ سے چھوڑا مثلاً بیمار ہو گیا یا بلا اختیار چھوٹا مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آیا یا جنون و بے ہوشی طویل طاری ہوئی، ان میں بھی قضا واجب ہے۔[۲]

(۱) بہار شریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۸، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۱) بہار شریعت، ج:۱،ص:۱۰۲۹، اعتکاف کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

صدقہ فطر

صدقہ فطر کے مسائل:

مسئلہ: صدقہ فطر واجب ہے، عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کر دے۔ ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا، نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے اگر چہ مسنون قبل نماز عید ادا کر دینا ہے۔ (۱)

مسئلہ: صدقہ فطر شخص پر واجب ہے مال پر نہیں، لہٰذا مر گیا تو اس کے مال سے ادا نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اگر ورثہ بطور احسان اپنی طرف سے ادا کریں تو ہوسکتا ہے کچھ ان پر جبر نہیں اور اگر وصیت کر گیا ہے تو تہائی مال سے ضرور ادا کیا جائے گا اگر چہ ورثہ اجازت نہ دیں۔ (۲)

مسئلہ: عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوتا ہے، لہٰذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہوگیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہوگیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہوگیا تو واجب ہے۔ (۳)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۵، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۵، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۵، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر جس کی نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے۔اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں۔(۱)

مسئلہ: نابالغ یا مجنون اگر مالک نصاب ہیں تو ان پر صدقہ فطر واجب ہے، ان کا ولی ان کے مال سے ادا کرے، اگر ولی نے ادا نہ کیا اور نابالغ بالغ ہوگیا یا مجنون کا جنون جاتا رہا تو اب یہ خود ادا کر دیں اور اگر خود مالک نصاب نہ تھے اور ولی نے ادا نہ کیا تو بالغ ہونے یا ہوش میں آنے پر ان کے ذمہ ادا کرنا نہیں۔(۲)

مسئلہ: صدقہ فطر ادا کرنے کے لیے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں، مال ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقہ واجب رہے گا ساقط نہ ہوگا، بخلاف زکاۃ وعشر کہ یہ دونوں مال ہلاک ہوجانے سے ساقط ہوجاتے ہیں۔(۳)

مسئلہ: مرد مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچہ کی طرف سے واجب ہے، جب کہ بچہ خود مالک نصاب نہ ہو، ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے اور مجنون اولاد اگرچہ بالغ ہو جب کہ غنی نہ ہو تو اس کا صدقہ اس کے باپ پر واجب ہے اور غنی ہو تو خود اس کے مال سے ادا کیا جائے، جنون خواہ اصلی ہو یعنی اسی حالت میں بالغ ہوا یا بعد کو عارض ہوا دونوں کا ایک حکم ہے۔(۴)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۵، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۶، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۶، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۶، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

مسئلہ: صدقہ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر، سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔ (۱)

مسئلہ: نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے یہاں اسے بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقہ واجب نہیں، نہ شوہر پر نہ باپ پر اور اگر قابل خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے پھر یہ سب اس وقت ہے کہ لڑکی خود مالک نصاب نہ ہو، ورنہ بہر حال اس کا صدقہ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے۔ (۲)

مسئلہ: باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے۔ (۳)

مسئلہ: ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں۔ (۴)

مسئلہ: اپنی عورت اور اولاد عاقل بالغ کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اگرچہ اپاہج ہو، اگرچہ اس کے نفقات اس کے ذمہ ہوں۔ (۵)

مسئلہ: عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کے بغیر اذن ادا کر دیا تو ادا ہو گیا، بشرطیکہ اولاد اس کے عیال میں ہو یعنی اس کا نفقہ وغیرہ اس کے ذمہ ہو، ورنہ اولاد کی طرف سے بلا اذن ادا نہ ہوگا اور عورت نے اگر شوہر کا فطرہ بغیر حکم ادا کر دیا ادا

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۶، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۶، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۶، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۷، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۸ صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

نہ ہوا۔[۱]

مسئلہ: ماں باپ، دادا دادی، نابالغ بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کرسکتا۔[۲]

مسئلہ: صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع، کھجور یا منقے یا جَو یا اس کا آٹا یا ستّو ایک صاع۔[۳]

مسئلہ: گیہوں، جَو، کھجوریں، منقے دیے جائیں تو ان کی قیمت کا اعتبار نہیں، مثلاً نصف صاع عمدہ جَو جن کی قیمت ایک صاع جَو کے برابر ہے یا چہارم صاع کھرے گیہوں جو قیمت میں آدھے صاع گیہوں کے برابر ہیں یا نصف صاع کھجوریں دیں جو ایک صاع جَو یا نصف صاع گیہوں کی قیمت کی ہوں یہ سب ناجائز ہے جتنا دیا اتنا ہی ادا ہوا، باقی اس کے ذمہ باقی ہے ادا کرے۔[۴]

مسئلہ: نصف صاع جَو اور چہارم صاع گیہوں دیے یا نصف صاع جَو اور نصف صاع کھجور تو بھی جائز ہے۔[۵]

مسئلہ: گیہوں اور جَو ملے ہوئے ہوں اور گیہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع دے ورنہ ایک صاع۔[۶]

مسئلہ: گیہوں اور جَو کے دینے سے ان کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دیدے، خواہ گیہوں کی قیمت دے یا جَو کی یا کھجور کی مگر گرانی

---

(۱) بہارشریعت، ج:۱، ص:۹۳۸، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہارشریعت، ج:۱، ص:۹۳۸، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہارشریعت، ج:۱، ص:۹۳۸، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہارشریعت، ج:۱، ص:۹۳۹، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہارشریعت، ج:۱، ص:۹۳۹، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۶) بہارشریعت، ج:۱، ص:۹۳۹، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے اور اگر خراب گیہوں یا جَو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کمی پڑے پوری کرے۔(۱)

مسئلہ: ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا اور کوئی غلّہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو، یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جَو کی ہو۔(۲)

مسئلہ: اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ صاع کا وزن تین سو اکاون (۳۵۱) روپے بھر ہے اور نصف صاع ایک سو پچھتر (۱۷۵) روپے اٹھنی بھر اوپر۔(۳)

مسئلہ: فطرہ کا مقدم کرنا مطلقاً جائز ہے جب کہ وہ شخص موجود ہو، جس کی طرف سے ادا کرتا ہو اگرچہ رمضان سے پیشتر ادا کردے اور اگر فطرہ ادا کرتے وقت مالک نصاب نہ تھا پھر ہو گیا تو فطرہ صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عید گاہ جانے سے پہلے ادا کردے۔(۴)

مسئلہ: ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے۔ یوہیں ایک مسکین کو چند شخصوں کا فطرہ دینا بھی بلاخلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔(۵)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۹، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۹، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۳) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۹، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۳۹، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔
(۵) بہار شریعت، ج:۱، ص:۹۴۰، صدقہ فطر کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

صدقۂ فطر کے مصارف:

صدقۂ فطر کے مصارف چھ ہیں:

(۱) فقیر۔ (۲) مسکین۔ (۳) رقاب۔ (۴) غارم۔
(۵) فی سبیل اللہ۔ (٦) ابن السبیل۔

☆ (۱) فقیر:

فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ مال ہو مگر اتنا نہیں کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو اس کی حاجت اصلیہ میں مستغرق ہو۔ فقیر اگر عالم ہو تو اسے فطرہ و زکاۃ دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے، مگر عالم کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مدنظر ہو، ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو نذر دیتے ہیں اور معاذ اللہ عالم دین کی حقارت اگر قلب میں آئی تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت ہے۔

☆ (۲) مسکین:

مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔ اور اسے سوال حلال ہے، فقیر کو سوال ناجائز کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال حرام۔

☆ (۳) رقاب:

رقاب سے مراد ہے غلامی سے گردن رہا کرانا، لیکن اب نہ غلام ہیں اور نہ اس معاملہ میں رقم کے صرف کرنے کی نوبت آتی ہے۔

☆ (۴) غارم:

غارم سے مراد مدیون (مقروض) ہے یعنی اس پر اتنا قرض ہو کہ اسے

نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے۔اگر چہ اس کا اَوروں پر باقی ہو مگر لینے پر قادر نہ ہو،مگر شرط یہ ہے کہ مقروض ہاشمی نہ ہو۔

☆ **(۵) فی سبیل اللہ:**

فی سبیل اللہ یعنی راہ خدا میں خرچ کرنا اس کی چند صورتیں ہیں،مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے سواری اور زادِ راہ اس کے پاس نہیں تو اسے مال فطرہ وزکاۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہ خدا میں دینا ہے اگر چہ وہ کمانے پر قادر ہو۔ یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں اس کو فطرہ وزکاۃ دے سکتے ہیں مگر اسے حج کے لیے سوال کرنا جائز نہیں۔یا طالب علم کہ علم دین پڑھتا یا پڑھنا چاہتا ہے،اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہ خدا میں دینا ہے بلکہ طالب علم سوال کر کے بھی مال فطرہ وزکاۃ لے سکتا ہے، جب کہ اس نے اپنے آپ کو اس کام کے لیے فارغ کر رکھا ہو اگر چہ کسب پر قادر ہو۔ یوہیں ہر نیک بات میں فطرہ وزکاۃ صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے، جب کہ بطور تملیک (یعنی جس کو دے،اسے مالک بنادے) ہو کہ بغیر تملیک زکاۃ ادا نہیں ہوسکتی۔

☆ **(٦) ابن السبیل:**

ابن السبیل یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا زکاۃ وفطرہ لے سکتا ہے، اگر چہ اس کے گھر مال موجود ہو،مگر اسی قدر لے جس سے حاجت پوری ہوجائے ،زیادہ کی اجاجت نہیں۔(۱)

(۱) ملتقطاً،بہارِ شریعت،ج:۱،ص:۹۲۴،مال زکاۃ کے مصارف،ط:قادری کتاب گھر۔

عید الفطر

۞ مسلمانوں کے لیے دو عید ہیں:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا، فَقَالَ: مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟ قَالُوا: كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا: يَوْمَ الْأَضْحَى، وَيَوْمَ الْفِطْرِ"۔ (۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے، تو دیکھا کہ ان کے لیے سال میں دو دن ہیں جن میں وہ کھیلتے کودتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ دو دن کیسے ہیں؟، تو ان لوگوں نے کہا: جاہلیت میں ہم ان دونوں دنوں میں کھیلتے کودتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے تمہیں ان دونوں کے عوض ان سے بہتر دو دن عطا فرما دیے ہیں: ایک عید الاضحیٰ کا دن اور دوسرا عید الفطر کا دن''۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ لِأَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَانِ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، قَالَ: "كَانَ لَكُمْ يَوْمَانِ تَلْعَبُونَ فِيهِمَا وَقَدْ أَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى"۔ (۲)

---

(۱) ابن ماجہ، تفرح ابواب الجمعۃ، باب صلاۃ العیدین، رقم الحدیث: ۱۱۳۴۔

(۲) نسائی، کتاب صلاۃ العیدین، رقم الحدیث: ۱۵۵۷۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جاہلیت کے لوگوں کے لیے سال میں دو دن ایسے ہوتے تھے جن میں وہ کھیل کود کیا کرتے تھے، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو آپ نے فرمایا: ”تمہارے لیے دو دن تھے جن میں تم کھیل کود کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بدلہ ان سے بہتر دو دن دے دیے ہیں: ایک عید الفطر کا دن اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن“۔

۞ عید کی نماز کے لیے عید گاہ جانا:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: ”كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى“۔ (۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لے جاتے۔

۞ عید کے لیے غسل کرنا:

عَنْ نَافِعٍ، ”أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى الْمُصَلَّى“۔ (۲)

حضرت نافع سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے غسل کرتے تھے۔

۞ عید گاہ پیدل جانا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ”كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا، وَيَرْجِعُ مَاشِيًا“۔ (۳)

---

(۱) بخاری، کتاب العیدین، باب الخروج الی المصلی الخ، رقم الحدیث: ۹۵۶۔

(۲) موطا امام مالک، کتاب العیدین، باب العمل فی غسل العیدین الخ، رقم: ۴۲۸۔

(۳) ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ، باب ما جاء فی الخروج الخ، رقم: ۱۲۹۵۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے لیے پیدل جاتے، اور پیدل ہی واپس آتے۔

۞ عیدگاہ آنے جانے میں راستہ تبدیل کرنا:

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: "كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ"۔ (۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن ایک راستہ سے جاتے پھر دوسرا راستہ بدل کر آتے۔

۞ عید کے روز عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھانا:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ" وَفِي رِوَايَةٍ: "يَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا"۔ (۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے دن نہ نکلتے جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند کھجوریں نہ کھا لیتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ طاق عدد کھجوریں کھاتے تھے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ، قَالَ: "كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْأَضْحَى حَتَّى يُصَلِّيَ"۔ (۳)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن جب تک کھا نہ لیتے نکلتے نہیں تھے اور عید الاضحیٰ کے دن جب تک نماز نہ پڑھ لیتے کھاتے نہ تھے۔

---

(۱) بخاری، کتاب العیدین، باب من خالف الطریق الخ، رقم الحدیث: ۹۸۶۔
(۲) بخاری، کتاب العیدین، باب الاکل یوم الفطر الخ، رقم الحدیث: ۹۵۳۔
(۳) ترمذی، ابواب العیدین، باب ما جاء اکل فی یوم الفطر الخ، رقم الحدیث: ۵۴۲۔

عیدین کی رات میں قیام:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ، لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ"۔ (۱)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص عیدین کی راتوں میں ثواب کی نیت سے اللہ کی عبادت کرے گا، تو اس کا دل نہیں مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے"۔

نماز عید کا حکم:

عیدین کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انھیں پر جن پر جمعہ واجب ہے اور اس کی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت، اگر جمعہ میں خطبہ نہ پڑھا تو جمعہ نہ ہوا اور عید میں نہ پڑھا تو نماز ہوگئی مگر برا کیا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ قبل نماز ہے اور عیدین کا بعد نماز، اگر پہلے پڑھ لیا تو برا کیا، مگر نماز ہوگئی لوٹائی نہیں جائے گی اور خطبہ کا بھی اعادہ نہیں اور عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت، صرف دوبار اتنا کہنے کی اجازت ہے: "اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ"۔ بلاوجہ عید کی نماز چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے، گاؤں میں عید کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (۱)

نماز عید کا طریقہ:

نماز عید کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت واجب عید الفطر یا عید اضحیٰ کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے پھر ثنا پڑھے پھر

---

(۱) ابن ماجه، كتاب الصيام، باب في من قام ليلتي العيدين، رقم الحديث: ۱۷۸۲۔

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۷۷۹، عیدین کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھے، اس کے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ لٹکائے پھر چوتھی تکبیر میں باندھ لے۔ اس کو یوں یاد رکھے کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لیے جائیں اور جہاں پڑھنا نہیں وہاں ہاتھ چھوڑ دیے جائیں، پھر امام اعوذ اور بسم اللہ آہستہ پڑھ کر جہر کے ساتھ الحمد اور سورت پڑھے پھر رکوع وسجدہ کرے، دوسری رکعت میں پہلے الحمد وسورت پڑھے پھر تین بار کان تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے، اس سے معلوم ہوگیا کہ عیدین میں زائد تکبیریں چھ ہوئیں، تین پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور تکبیر تحریمہ کے بعد اور تین دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور تکبیر رکوع سے پہلے اور ان چھوؤں تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیح کی قدر سکتہ کرے۔ اور عیدین میں مستحب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقون پڑھے یا پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۂ غاشیہ پڑھے۔ (۱)

۞ روز عید کے مستحبات:

عید کے دن یہ امور مستحب ہیں:

(۱) حجامت بنوانا۔

(۲) ناخن ترشوانا۔

(۳) غسل کرنا۔

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ص:۷۸۱، عیدین کا بیان، ط: قادری کتاب گھر، بریلی شریف۔

(۴) مسواک کرنا۔

(۵) اچھے کپڑے پہننا، نیا ہو تو نیا ورنہ دھلا۔

(۶) انگوٹھی پہننا۔

(۷) خوشبو لگانا۔

(۸) صبح کی نماز مسجد محلّہ میں پڑھنا۔

(۹) عیدگاہ جلد چلا جانا۔

(۱۰) نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا۔

(۱۱) عیدگاہ کو پیدل جانا۔

(۱۲) دوسرے راستہ سے واپس آنا۔

(۱۳) نماز کو جانے سے پیشتر چند کھجوریں کھالینا۔ تین، پانچ، سات یا کم وبیش مگر طاق ہوں، کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالے، نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوا مگر عشا تک نہ کھایا تو عتاب کیا جائے گا۔

(۱۴) خوشی ظاہر کرنا۔

(۱۵) کثرت سے صدقہ دینا۔

(۱۶) عیدگاہ کو اطمینان ووقار اور نیچی نگاہ کیے جانا۔

(۱۷) آپس میں مبارکباد دینا۔[۱]

(۱) ملخصاً، بہارِ شریعت، ج:۱، ص۷۷۹-۷۸۱، عیدین کا بیان، ط: قادری کتاب گھر۔

نفل روزے

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت:

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ''مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ''۔ (۱)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد ماہ شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ پورا سال مسلسل روزے رکھنے کی طرح ہے''۔

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ''مَنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ، كَانَ تَمَامَ السَّنَةِ، مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا''۔ (۲)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو یہ پورے سال کے روزے ہوئے، جو کوئی بھلائی کرے تو اسے دس گنا اجر ملے گا''۔

---

(۱) مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستة ایام الخ، رقم الحدیث: ۲۷۵۸۔

(۲) ابن ماجه، کتاب الصیام، باب صیام ستة ایام من شوال، رقم الحدیث: ۱۷۱۵۔

عاشورا کے روزے کی فضیلت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: ''قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَرَأَى الْيَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا يَوْمٌ صَالِحٌ، هَذَا يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ، فَصَامَهُ مُوسَى، قَالَ: فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ، فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ''۔ (۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورا کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس کا سبب معلوم فرمایا تو انہوں نے بتایا کہ یہ ایک اچھا دن ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دلائی تھی۔ اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا پھر موسیٰ علیہ السلام کے (شریک مسرت ہونے میں) ہم تم سے زیادہ مستحق ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس کا حکم دیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ''۔ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے''۔

---

(۱) بخاری، کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء رقم الحدیث: ۲۰۰۴۔

(۲) مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، رقم الحدیث: ۲۷۵۵۔

عَنِ ابْنِ عَبّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: ”مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلَى غَيْرِهِ، إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَهَذَا الشَّهْرَ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ“۔ (۱)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سوا عاشوراء کے دن کے اور اس رمضان کے مہینے کے اور کسی دن کو دوسرے دنوں سے افضل جان کر خاص طور سے قصد کر کے روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ”صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ“۔ (۲)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ عاشورا کے دن کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دے گا“۔

۞ یوم عاشورہ کے ساتھ نو محرم کا روزہ:

عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: حِينَ صَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ“، قَالَ: فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“۔ (۳)

---

(۱) بخاری، کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء رقم الحدیث: ۲۰۰۶۔

(۲) ترمذی، کتاب الصیام، باب ما جاء فی الحث علی صوم یوم عاشوراء، رقم: ۷۵۲۔

(۳) مسلم، کتاب الصیام، باب ای یوم یصام فی عاشوراء، رقم الحدیث: ۲۶۶۶۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کی یہودی ونصاریٰ تعظیم کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آئندہ سال آئے گا تو ہم نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے"۔ راوی نے کہتے ہیں کہ ابھی آئندہ سال نہیں آیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ، لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ"۔ (۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میں آنے والے سال تک زندہ رہا تو میں نویں تاریخ کا بھی ضرور روزہ رکھوں گا"۔

۞ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ:

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ"۔ (۲)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دے گا"۔

نوٹ: یاد رہے کہ عرفات میں حاجی کو یوم عرفہ کا روزہ مکروہ ہے۔

---

(۱) مسلم، کتاب الصیام، باب ای یوم یصام فی عاشوراء، رقم الحدیث: ۲۶۶۷۔

(۲) ترمذی، کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل صوم یوم عرفہ، رقم الحدیث: ۷۴۹

شعبان کے روزوں کی فضیلت:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: ''كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ، حَتَّى نَقُولَ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يَصُومُ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ، وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ''۔ (۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفل روزہ رکھنے لگتے تو ہم (آپس میں) کہتے کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھنا چھوڑیں گے ہی نہیں۔ اور جب روزہ چھوڑ دیتے تو ہم کہتے کہ اب آپ روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔ میں نے رمضان کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی پورے مہینے کا نفلی روزہ رکھتے نہیں دیکھا اور جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے میں نے کسی مہینہ میں اس سے زیادہ روزے رکھتے آپ کو نہیں دیکھا۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ أَرَكَ تَصُومُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُورِ مَا تَصُومُ مِنْ شَعْبَانَ، قَالَ: '' ذَلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ''۔ (۲)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم جتنا میں آپ کو شعبان کے مہینے میں روزہ رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں اتنا کسی اور مہینے میں نہیں دیکھتا، آپ نے فرمایا: ''رجب و رمضان کے درمیان یہ ایسا مہینہ ہے جس کی فضیلت سے لوگ غافل ہیں، جب

---

(۱) بخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان، رقم الحدیث: ۱۹۶۹۔

(۱) مسلم، کتاب الصوم، باب صوم النبی الخ، رقم الحدیث: ۲۳۵۹۔

کہ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں آدمی کے اعمال رب العالمین کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، تو میں چاہتا ہوں کہ جب میرا عمل پیش ہو تو میں روزہ سے رہوں''۔

عَنْ عَائِشَةَ تَقُولُ: ''كَانَ أَحَبَّ الشُّهُورِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَصُومَهُ شَعْبَانُ ثُمَّ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ''۔ (۱)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مہینوں میں سب سے زیادہ محبوب یہ تھا کہ آپ شعبان میں روزے رکھیں، پھر اسے رمضان سے ملا دیں۔

ہر ماہ تین دن روزہ رکھنے کی فضیلت:

عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ، أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ''أَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ؟، قَالَتْ: نَعَمْ، فَقُلْتُ لَهَا: مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ، قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُومُ''۔ (۲)

حضرت معاذہ عدویہ فرماتی ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ پھر میں نے پوچھا کہ کن دنوں میں؟ انہوں نے کہا کہ کچھ پرواہ نہ کرتے، کسی بھی دن روزہ رکھ لیتے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: ''أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ: صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ''۔ (۳)

---

(۱) مسلم کتاب الصوم، باب فی صوم شعبان، رقم الحدیث: ۲۴۳۱۔

(۲) مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة ایام، رقم الحدیث: ۲۷۴۴۔

(۳) بخاری، کتاب الصوم، باب صیام ایام البیض الخ، رقم الحدیث: ۱۹۸۱۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہر مہینے کی تین تاریخوں میں روزہ رکھنے کی وصیت فرمائی تھی۔ اسی طرح چاشت کی دو رکعتوں کی بھی وصیت فرمائی تھی اور اس کی بھی کہ سونے سے پہلے ہی میں وتر پڑھ لیا کروں۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''يا أَبَا ذَرٍّ إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ''۔ (۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوذر! جب تم ہر ماہ کے تین دن کے روزے رکھو تو تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں تاریخ کو رکھو''۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''مَنْ صَامَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ''۔ (۲)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ہر ماہ تین دن کے روزے رکھے اس نے پورے سال کے روزے رکھے''۔

عَنْ حَفْصَةَ، قَالَتْ: ''أَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صِيَامَ عَاشُورَاءَ، وَالْعَشْرَ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ''۔ (۳)

---

(۱) ترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء فی صوم ثلاثۃ ایام الخ، رقم الحدیث: ۷۶۱۔
(۲) ترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء فی صوم ثلاثۃ ایام الخ، رقم الحدیث: ۷۶۲۔
(۳) نسائی کتاب الصیام، باب کیف یصوم ثلاثۃ ایام الخ، رقم الحدیث: ۲۴۱۸۔

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ چار باتیں ایسی ہیں جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے: عاشوراء کے روزے کو، ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے روزے کو، ہر مہینہ کے تین روزے اور فجر سے پہلے کی دونوں رکعتوں کو۔

عَنِ ابْنِ عَبّاسٍ، قَالَ: ”كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفْطِرُ أَيَّامَ الْبِيضِ فِي حَضَرٍ، وَلَا سَفَرٍ“۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضر میں ہوں یا سفر میں ایام بیض (یعنی ماہ کی تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ) میں بغیر روزہ کے نہیں رہتے تھے۔

۞ صوم داؤد:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ” إِنَّكَ لَتَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ، فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ، وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ، لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ، قُلْتُ: فَإِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا“۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تو متواتر روزے رکھتا ہے اور رات بھر عبادت کرتا ہے؟ میں نے ہاں میں جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(۱) نسائی، کتاب الصیام،۔باب صوم النبی الخ، رقم الحدیث: ۲۳۴۷۔

(۲) بخاری، کتاب الصوم، باب صوم داود، رقم الحدیث: ۱۹۷۹۔

فرمایا، اگر تو یونہی کرتا رہا تو آنکھیں دھنس جائیں گی، اور تو بے حد کمزور ہو جائے گا یہ کوئی روزہ نہیں کہ کوئی زندگی بھر (بلا ناغہ ہر روز) روزہ رکھے۔ تین دن کا (ہر مہینہ میں) روزہ پوری زندگی کے روزے کے برابر ہے۔ میں نے اس پر کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھا کر کہ آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیتے تھے''۔

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، فَحَدَّثَنَا ''أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي، فَدَخَلَ عَلَيَّ، فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ، وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَقَالَ: أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: خَمْسًا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: سَبْعًا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: تِسْعًا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: إِحْدَى عَشْرَةَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ، شَطْرَ الدَّهْرِ، صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا''۔ (۱)

حضرت ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے ہم سے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے روزے کے متعلق خبر ہو گئی۔ (کہ میں مسلسل روزے رکھتا ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے اور میں نے ایک گدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بچھا دیا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان

(۱) بخاری، کتاب الصوم، باب صوم داود، رقم الحدیث: ۱۹۸۰۔

ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے لیے ہر مہینہ میں تین دن کے روزے کافی نہیں ہیں۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (کچھ اور بڑھا دیجیے) آپ نے فرمایا: اچھا پانچ دن کے روزے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ کچھ اور۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چلو چھ دن۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (کچھ اور بڑھا دیجیے، مجھ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا نو دن۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کچھ اور۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا گیارہ دن۔ آخر آپ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کے روزے کے طریقے کے سوا اور کوئی طریقہ جائز نہیں یعنی زندگی کے آدھے دنوں میں ایک دن کا روزہ رکھ اور ایک دن کا روزہ چھوڑ دیا کر۔

۞ پیر اور جمعرات کے روزے کی فضلیت:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ"۔ (۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوموار اور جمعرات کے روزے کی تلاش میں رہتے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ"۔ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اعمال سوموار اور جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں، میری خواہش ہے کہ میرا عمل اس حال میں پیش کیا جائے کہ میں روزے سے ہوں"۔

(۱) ترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء فی صوم یوم الاثنین الخ، رقم الحدیث: ۷۴۵۔

(۲) ترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء فی صوم یوم الاثنین الخ، رقم الحدیث: ۷۴۷۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنّ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَصُومُ الِاثْنَيْنِ، وَالْخَمِيسَ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّك تَصُومُ الِاثْنَيْنِ، وَالْخَمِيسَ، فَقَالَ: "إِنَّ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَالْخَمِيسَ يَغْفِرُ اللهُ فِيهِمَا لِكُلِّ مُسْلِمٍ، إِلَّا مُهْتَجِرَيْنِ، يَقُولُ: دَعْهُمَا حَتَّى يَصْطَلِحَا"۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے، تو پوچھا گیا: اللہ کے رسول! آپ دوشنبہ اور جمعرات کو کیوں روزہ رکھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو شنبہ اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے سوائے دو ایسے لوگوں کے جنہوں نے ایک دوسرے سے قطع تعلق کر رکھا ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ باہم صلح کر لیں''۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الِاثْنَيْنِ، فَقَالَ: "فِيهِ وُلِدْتُ، وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ"۔ (۲)

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوموار کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا''۔

تمت بالخیر

(۱) ابن ماجہ، ابواب ما جاء فی الصیام، باب ما جاء فی صوم یوم الاثنین الخ، رقم: ۱۷۴۰۔

(۱) مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام الخ، رقم الحدیث: ۲۷۵۰۔

خیر و برکت کا مہینہ

قیام اللیل کا ذکر و تلاوت کا مہینہ ہے
یہ رمضان المبارک خیر و برکت کا مہینہ ہے

کلام اللہ سے بے لوث الفت کا مہینہ ہے
گناہوں کی معافی کی یہ فرصت کا مہینہ ہے

ثواب اس ماہ میں اللہ بڑھا دیتا ہے مومن کا
زیادہ سے زیادہ یہ تلاوت کا مہینہ ہے

مقید کردئے جاتے ہیں شیطاں اس مہینہ میں
مہ رمضاں شیاطیں سے حفاظت کا مہینہ ہے

کہیں ایسا نہ ہو تم خواب غفلت میں ہی رہ جاؤ
مسلمانو! کمر کس لو عبادت کا مہینہ ہے

خدا سے طالب غفران رکھتا ہے دل سبطینؔ
جہنم سے، اذیت سے، براءت کا مہینہ ہے

از: سبطین رضا سبطینؔ مرتضوی

مؤلف کی قلمی کاوشیں ومشغولیات

﴿تصانیف﴾

[۱] رحمت رحمٰن در تسکین رمضان۔ (زیر نظر)
[۲] تحقیق تام در الفاظ سلام۔ (مطبوعہ)
[۳] کاوش سبطین در سیرت غوث الثقلین۔ (مطبوعہ)
[۴] ریاض الجنۃ فی حیاۃ تاج السنہ۔ (مطبوعہ)
[۵] ایک عظیم ہستی حضرت علامہ چشتی۔ (مطبوعہ)
[۶] تجلیات حقیقت در حیات مناظر اہلسنت۔ (غیر مطبوعہ)
[۷] عرق گلاب در ذکر شہاب۔ (غیر مطبوعہ)
[۸] ضوء الہلال فی رد الضلال۔ (فقہی رسالہ)
[۹] اقوال حکما در تذکرۂ ابو العلما۔ (غیر مطبوعہ)
[۱۰] فکر مرتضوی در ذکر مصطفوی۔ (نعتیہ مجموعہ)
[۱۱] رفع الشبہات فی ثبوت الشہادات۔ (فقہی رسالہ)

﴿قلمی مشغولیات﴾

☆ مدیر اعلیٰ: سہ ماہی صدائے مناظر اہلسنت اتر دیناج پور۔
☆ مستقل کالم نگار: روزنامہ انقلاب شیموگہ (بعنوان دینی مسائل)

﴿موجودہ تدریسی وفتویٰ نویسی خدمات﴾

☆ صدر المدرسین وصدر شعبۂ افتا جامعہ رضویہ شاہ علیم دیوان شیموگہ